ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

(بیادگار)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۱۱ر جنوری سنہ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین — لاہور

(ہدیہ ۲۵ پیسے)

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یَھُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ۔

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا" قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ اس امت کا (یعنی اس دور کا) جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری میری خبر سن لے (یعنی میری نبوت و رسالت کی دعوت اس کو پہنچ جائے) اور پھر وہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔ (صحیح مسلم)

تشریح:۔ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا ذکر صرف تمثیل کے طور پر اور یہ ظاہر کرنے کے واسطے کیا گیا ہے کہ جب یہود و نصاریٰ جیسے مُسلّم اہل کتاب بھی خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے بغیر اور ان کی شریعت کو قبول کئے بغیر نجات نہیں پا سکتے تو دوسرے کافروں مشرکوں کا انجام اسی سے سمجھ لیا جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا مِنَ النَّصَارٰی مُتَمَسِّکًا بِالْاِنْجِیْلِ وَرَجُلًا مِنَ الْیَھُوْدِ مُتَمَسِّکًا بِالتَّوْرَاۃِ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَتَّبِعْکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) مَنْ سَمِعَ بِیْ مِنْ یَھُوْدِیٍّ اَوْ نَصْرَانِیٍّ ثُمَّ لَمْ یَتَّبِعْنِیْ فَھُوَ فِی النَّارِ۔

(اخرجہ الدار قطنی فی الافراد)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے سوال کیا کہ "یا رسول اللہؐ ایک نصرانی شخص ہے جو انجیل کے موافق عمل کرتا ہے اور اسی طرح ایک یہودی شخص ہے جو تورات کے احکام پر چلتا ہے اور وہ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان بھی رکھتا ہے مگر اس کے باوجود آپ کے دین اور آپ کی شریعت پر نہیں چلتا۔ تو فرمائیے کہ اس کا کیا حکم ہے"؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" جس یہودی یا نصرانی نے میری بابت سُن لیا (یعنی میری دعوت اس کو پہنچ گئی) اور اس کے بعد بھی اُس نے میری پیروی اختیار نہیں کی تو وہ دوزخ میں جانے والا ہے"۔ (دار قطنی)

تشریح:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ والی اوپر کی حدیث سے بھی زیادہ واضح ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو مانتا بھی ہو (یعنی توحید کا قائل ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصدیق کرتا ہو) مگر پیروی آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کے بجائے تورات اور انجیل ہی کی کرتا ہو اور اسی کو اپنی نجات کے لئے کافی سمجھتا ہو تو وہ نجات نہیں پا سکے گا ــــ اسی حقیقت کا اعلان قرآن مجید کی اس آیت میں بھی کیا گیا ہے:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔

(آل عمران - ع ۴)

ترجمہ:۔ اے نبیؐ (جو لوگ آپ کی شریعت کا اتباع اختیار کئے بغیر اللہ کو چاہتے ہیں اور اس کی بخشش حاصل کر سکنے کی خام خیالی میں مبتلا ہیں، اُن سے) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعۃً اللہ کو چاہتے ہو، تو (اس کے سوا اب اس کا کوئی راستہ نہیں ہے، کہ) میری شریعت کی پیروی اختیار کرو (اگر ایسا کروگے، تو) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا (اور اگر تم میری پیروی اختیار نہیں کروگے، تو اللہ کی محبت اور مغفرت کے تم مستحق نہیں ہو سکوگے۔)

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ۔

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ میں نے خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے آپؐ ارشاد فرماتے تھے کہ "جو کوئی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں تو اللہ نے اس شخص پر دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے"

تشریح:۔ اس حدیث میں بھی "توحید و رسالت کی شہادت" سے مراد دعوتِ اسلام کو قبول کرنا اور اس پر چلنا ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت پورے اسلام کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جس نے یہ شہادت سوچ سمجھ کے ادا کی۔ درحقیقت اس نے پورے اسلام کو اپنا دین بنا لیا۔ اب اگر بالفرض اس سے بہ تقاضائے بشریت کوئی کوتاہی بھی ہوگی۔ تو اس کا ایمانی شعور کفارہ اور توبہ وغیرہ کے مقررہ طریقوں سے اس کی تلافی کرنے پر اس کو مجبور کرے گا۔ اور اس لئے انشاءاللہ وہ عذاب دوزخ سے محفوظ ہی رہے گا۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ! قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ، قَالَ یَا مُعَاذُ! قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِہِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا فَاَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ

(باقی ... ۱۹

محکمہ تعلیم و محکمہ جیل خانہ جات سے منظور شدہ

ہفت روزہ

خُدامُ الدّین لاہور

فون نمبر

۶۷۵۴۵

جلد ۸ | ۱۴ شعبان ۱۳۸۲ھ و ۱۱ جنوری ۱۹۶۳ء | شمارہ ۳۶

شرح چندہ

پاکستان و ہندوستان

سالانہ	۱۱ روپے
ششماہی	۶ روپے
سہ ماہی	۳ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

★

سعودی عرب ________

کویت ________

ایران ________

افریقہ ________

ملایا ________

ہانگ کانگ ________

انگلینڈ ________

سالانہ چندہ

عام ڈاک سے ۱۸/۸۷ روپے

ہوائی ڈاک سے ۵۴ " "

امریکہ عام ڈاک سے ۲۴ روپے

ہوائی ڈاک سے ۸۲/۸۰ روپے

نوٹ

بیرونی ممالک کے لئے چھ ماہ سے کم میعاد کیلئے پرچہ جاری نہیں کیا جائے گا

اعتذار

پچھلے شمارے میں کاتب صاحب نے غلطی سے صفحہ ۱۲ کی جگہ ۱۴ اور صفحہ ۱۴ کی جگہ ۱۲ لکھ دیا تھا۔ چنانچہ کاپی اسی طرح جڑ گئی۔ جس کے باعث قارئین کو پریشانی اٹھانا پڑی۔ ہم اس کے لئے معذرت خواہ ہیں۔ تصحیح فرمالیں

(ادارہ)

خارجہ پالیسی اور تربیلا بند

ہم نے کسی مرحلہ پر بھی — پاکستان اور امریکہ کے گٹھ جوڑ کو دل سے پسند نہیں کیا۔ اس لئے نہیں کہ پاکستان دوستوں اور حلیفوں کی ضرورت سے بے نیاز ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کی بنیاد غلط مقاصد کے لئے غلط ہاتھوں سے رکھی گئی تھی۔ ہمیں امریکہ کا حاشیہ بردار بنانے کی ذمہ داری ہمارے ملک کے پہلے وزیر خارجہ پر ہے۔ وہ وزیر خارجہ جسے وزارت سے علیحدہ کرانے کے لئے قوم نے بڑی سے بڑی قربانی ادا کرنے سے بھی گریز نہیں کیا

ہم روز اول سے ہی اس تقرر کے خلاف تھے اور ہماری مخالفت کہاں تک صداقت پر مبنی تھی، وقت اس کی مکمل تائید کر رہا ہے اُس وقت علماء کی آواز پر کوئی کان نہ دھرتا تھا، علماء کی چیخ و پکار بے وقت کی راگنی کے نام سے موسوم کی جا رہی تھی اور ارباب اقتدار نشۂ اقتدار میں مست ہو کر علماء کو مطعون کرنے میں ہی اپنی کامیابی سمجھے ہوئے تھے — لیکن جب حالات نے پلٹا کھایا، واقعات کا دھارا بدلا، تو وہی لوگ جو اس وقت اقتدار کی کرسی پر براجمان تھے، یہ کہنے پر مجبور ہو گئے، کہ امریکہ اور برطانیہ کی دوستی گھاٹے کا سودا ہے۔ اس طرح دنیا نے دیکھ لیا، کہ علماء کا موقف صحیح تھا۔ اور وہ وزیر خارجہ کے خلاف الزامات عائد کرنے میں بھی حق بجانب تھے —

نوائے وقت کی تازہ خبر کی روشنی میں کہ سر ظفر اللہ کو برطانیہ کسی ملک میں گورنر جنرل بنانے والا ہے، ہمارا دعویٰ حقیقت بن کر سامنے آ جاتا ہے کہ چوہدری صاحب انگریزوں کے پروردہ اور ان کے خود کاشتہ پودے کے ثمر ہیں۔

بہرحال ہماری بات سو فیصدی درست تھی۔ اور حالات اس کی صداقت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کر رہے ہیں — ہمارا دعویٰ ہے کہ علم قطعی وہی ہو سکتا ہے۔ جس کی بنیاد وحیٔ آسمانی پر ہو۔ باقی تمام نظریات بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن قانونِ الٰہی غیر متبدل ہے

قرآن عزیز کا حکم ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ کو دوست اور راز دار نہ بناؤ — اس کے مقابلہ میں کسی بھی شخص کی منطق کیسے قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے "اے رسول! آپ سے یہود و نصاریٰ اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتے۔ جب تک آپ اُن کی ملت کے تابع نہ ہو جائیں —" کتنا حتمی اور یقینی اعلان ہے اس کے ہوتے ہوئے ہم کسی فرنگی یا اس کے ہمنوا کو اپنا دلی دوست بنائیں، یا اُسے خوش کرنے کی کوشش کریں۔ تو یہ بیل کیسے منڈھے چڑھ سکتی ہے! ہماری وزارتوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح ہمارے حلیف ہم سے راضی رہیں اور .... وعدوں کی پابندی کریں اور اس حد تک اُنہیں کھلی چھٹی دی گئی، کہ عیسائی اور امریکن مشنری ملک میں کھلم کھلا ارتداد کی مہم چلاتے رہے لیکن وہ پھر بھی راضی نہ ہوئے اور جہاں اُن کے مفاد سے ذرا برابر ٹکراؤ پیدا ہوا انہوں نے فوراً آنکھیں پھیر لیں — ان کی رضا تو صرف اس امر میں مضمر ہے کہ اُن کی ہر بات آنکھیں موند کر تسلیم کر لی جائے اور ان کی ملت کی پیروی کی جائے —

یہی بات اگر ابتداء میں کہی جاتی تو کون مانتا — لیکن قرآنی صداقتیں ہر دور میں اپنے آپ کو منواتی ہیں — قرآنی فیصلے ہمیشہ سے قائم ہیں اور تا ابد اسی طرح اپنی حقانیت کا اعلان کرتے رہیں گے — ہمیں سب نے دغا دیا اور ہمارے تمام سہارے ٹوٹتے چلے گئے۔ مگر باقی کا سہارا تا حال باقی ہے —

کہاں ہیں وہ غیر اسلامی دماغ اور فرنگیت زدہ دانشور جو علماء پر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ یہ پاکستان کو بے یار و مددگار بنا دینا چاہتے ہیں — یاد رکھیئے علمائے اسلام کبھی اس کے خلاف نہ تھے کہ معاہدے نہ کرو۔ نہ معاہدوں کو وہ غیر اسلامی فعل تصور کرتے تھے اور نہ ہی وہ اسلحہ لینے کے ہی خلاف تھے۔ بلکہ وہ مغربی اقوام کے عشق میں گھلنے والوں اور ان کے اشارۂ چشم و ابرو پر رقص کرنے والوں کے مخالف تھے

ان کا مطالبہ صرف یہی تھا کہ غیر ملکیوں کو خواہ وہ کسی بلاک سے متعلق ہوں مملکت کے اندر اثر و نفوذ کی اجازت نہ دی جائے — سیاست کو ہر طرح آزاد اور جاسوسوں کی دستبرد سے محفوظ رکھا جائے —

آخر غیروں کو ملک میں ارتداد

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مورخہ ۳ جنوری ۱۹۶۳ء ۶ شعبان المعظم بروز جمعرات ۱۳۸۲ھ

ذکرِ الٰہی کی مجلسیں

جانشین شیخ التفسیر حضرتؒ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر مجلس ذکر کے بعد ارشاد فرمائی

مرتبہ .... مناظر حسین نظر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
(اَمَّا بَعْدُ)

بزرگانِ محترم!

کئی جمعراتوں سے میں ذکر الٰہی کے متعلق اپنی معروضات پیش کر رہا ہوں — تاکہ لوگوں کو ذکر اللہ سے رغبت پیدا ہو — ذکر اللہ تمام عبادات کی جان اور سب عبادات سے بڑھ کر ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہر گھڑی اللہ کی یاد میں شاغل رہیں۔ اور اُسے اس کے پیارے ناموں سے پکاریں

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا
(اعراف رکوع ۲۳)

ترجمہ! اور اللہ ہی کے واسطے ہیں اچھے اچھے نام۔ پس ان کے ساتھ اللہ کو پکارو۔

آگے چل کر اسی سورت میں ارشاد ربانی ہے

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝
(سورہ اعراف رکوع ۲۴)

ترجمہ

اور اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں اور ذرا دھیمی آواز سے بھی، اس حالت میں کہ عاجزی بھی ہو۔ ہمیشہ صبح کو بھی اور شام کو بھی۔ اور غافلوں میں نہ ہو —

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اکثر اوقات اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں ڈوبا رہتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اسے پیار کی نظروں سے دیکھتے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔ کہ معراج کی رات میرا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا۔ جو نورِ عرش میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا۔ یہ کون شخص ہے؟ کیا یہ خدا کا کوئی مقرب فرشتہ ہے"؟ جواب دیا گیا "نہیں" پھر میں نے سوال کیا "کیا یہ کوئی معزز اور اولوالعزم پیغمبر ہے؟" کہا گیا "نہیں" اس پر میں نے پوچھا "آخر یہ ہے کون؟" تو مجھے بتایا گیا۔ کہ یہ وہ مبارک شخص ہے۔ جو دنیا میں ہمیشہ ذکر الٰہی میں مستغرق رہا کرتا تھا۔ اس کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہتی اور اس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا تھا —

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ جو بندہ مجھے دل میں یاد کرے گا۔ میں اسے اپنے فرشتوں کی جماعت میں یاد کروں گا۔ اور جو شخص جمگھٹے اور مجمع میں میرا ذکر کرے گا۔ میں اس کا ذکر رفیق اعلےٰ کے گروہ میں کروں گا —

محترم حضرات! ہمارے سلسلے کے بزرگوں میں اسی لئے روزانہ مجلس ذکر کا التزام کیا جاتا ہے۔ تاکہ اکٹھے ہو کر اللہ کی یاد کریں۔ اور اس کی رضا کا تمغہ حاصل ہو — یہاں لاہور میں اپنی دوسری دینی مصروفیات کے باعث حضرت رحمۃ اللہ علیہ صرف جمعرات کو ذکر کرایا کرتے تھے لیکن ویسے تمام متوسلین کو روزانہ ذکر جہر کی اجازت تھی۔ اکثر متوسلین گھروں میں روزانہ ذکر جہر کیا کرتے تھے۔ دوسرے اذکار کے متعلق تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت تھی۔ کہ کسی وقت بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوا جائے۔ حتیٰ کہ ایک سانس بھی ذکر خداوندی سے غفلت کی حالت میں نہ نکلنے پائے —

آپ کو یاد ہو گا حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجلس ذکر میں شامل ہونے والے اشخاص کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ جنت کا تمغہ لے کر واپس لوٹتے ہیں — حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات بے بنیاد نہ تھی — کتاب اللہ، فرمان نبویؐ اور اپنی بصیرت کی روشنی میں وہ یہ بات کہا کرتے تھے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کبھی بندہ ذکر الٰہی کی مجلسوں میں پہاڑوں کے برابر گناہ لے کر آتا ہے۔ مگر جب اس مبارک مجلس سے باہر نکلتا ہے تو ذکر کی برکت سے ایسا پاک صاف اور ستھرا ہو کر نکلتا ہے۔ کہ ان گناہوں میں سے کچھ بھی اس کے ذمہ باقی نہیں رہتا — یہی وجہ ہے... جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجلسِ ذکر کو جنت کے سرسبز و شاداب باغات میں سے ایک نہایت ہی پیارا، لطف خیز اور ہرا بھرا باغ قرار دیا ہے — چنانچہ حضور علیہ السلام ارشاد گرامی ہے۔

وَاِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا —

لوگو! جب تم جنت کے پھلے پھولے باغوں میں پہونچو۔ تو وہاں کے پر لطف اور مزے دار میووں سے خوب سیری حاصل کرو۔ کسی نے دریافت کیا — "یا رسول! ریاض جنت سے آپ کی کیا مراد ہے؟" — آپ نے فرمایا "ذکرِ الٰہی کے حلقے اور یادِ خدا کی مجلسیں"

اللہ تعالےٰ ہمیں حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ذکر الٰہی کی مجلسوں میں شامل ہونے اور اپنی یاد کی توفیق (دے)

(آمین)

خطبہ یوم الجمعہ ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۴ جنوری سنہ ۱۹۶۳ء

شب براۃ یا شعبان کی پندرھویں رات کو ہمیں کیا کرنا چاہئیے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

حٰمٓ ۝ والکتٰب المبین ۝ انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبٰرکۃ انا کنا منذرین ۝ فیھا یفرق کل امر حکیم ۝ امرا من عندنا انا کنا مرسلین ۝

روشن کتاب کی قسم ہے۔ ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔ سارے کام جو حکمت پر مبنی ہیں۔ اسی رات تصفیہ پاتے ہیں — کیونکہ ہمیں رسول بھیجنا منظور تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

برکت کی رات شب قدر ہے۔ کما قال تعالٰی انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر و اکما قال تعالٰی شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سماءِ دنیا پر اتارا گیا۔ پھر بتدریج تیئس سال میں پیغمبرؐ پر اترا۔ نیز اسی شب میں پیغمبرؐ پر اس کے نزول کی ابتدا ہوئی — سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں "لوح محفوظ" سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں — بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ جسے شب براءۃ کہتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتدا، اور شب قدر پر انتہا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم

مفسرین کی رائے

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس مبارک رات سے مراد لیلۃ القدر ہے (جو رمضان میں آتی ہے)، اور بعض کی رائے ہے کہ اس سے مراد شب براۃ ہے۔

ابن کثیرؒ اور امام نوویؒ نے اس سے قطعی انکار کیا ہے کہ اس شب سے مراد شعبان کی پندرھویں رات ہے

تاہم اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ قرآن کریم میں شعبان کی پندرھویں رات کا ذکر خیر موجود نہیں تو احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں اس کے با برکت ہونے کی صراحت موجود ہے اور صاحب ایمان حضرات کے لئے دونوں کا ماننا ضروری ہے۔

خیر و برکت والی راتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰی چار راتوں میں خیر و برکت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ لیلۃ الاضحٰی۔ لیلۃ الفطر عرفہ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات جس میں اللہ تعالے عمریں، رزق اور حاجیوں کے نام لکھتے ہیں۔

یہ راتیں لیلۃ القدر کے علاوہ ایسی جو برکت والی راتیں شمار ہوتی ہیں۔

رحمت دو عالم کا ارشاد گرامی

عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا و صوموا یومھا فان اللہ تعالٰی ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ، الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا من کذا الا من کذا حتی یطلع الفجر ۝

(رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ

حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو پس رات کو قیام کرو۔ (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالے کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے پس فرماتا ہے۔ خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے۔ اسے چھڑا دوں۔ خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے۔ طلوع صبح صادق تک اللہ تعالے یہی آواز دیتا رہتا ہے —

حاصل

۱۔ اس رات زیادہ سے زیادہ نفلی عبادت کی جائے

۲۔ دن کو روزہ رکھا جائے

۳۔ اس رات کو سورج غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک گناہوں پر ندامت کا اظہار کر کے اللہ کی مغفرت طلب کی جائے

۴۔ اپنی دینی و دنیوی تمام حاجات اپنے مالک حقیقی کے روبرو پیش کی جائیں۔ اور اس کی رضا کا تمغہ حاصل کیا جائے۔

مشرک اور کینہ ور کی کوئی بخشش نہیں

عن ابی موسی الاشعری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالٰی لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ

ابی موسے اشعریؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالے البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے پس سوائے مشرک اور کینہ پرور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے

زانیہ عورت اور صلہ رحمی قطع کرنے والا بھی بخشش سے محروم ہوگا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت

کے مطابق زانیہ عورت اور صلہ رحمی کا قطع کرنے والا بھی بخشش خداوندی سے محروم ہوگا۔

حاصل

(۱) مسلمانوں کو چاہیئے کہ شرک ایسے عظیم گناہ کے قریب بھی نہ جھٹکیں کیونکہ مشرک ابد الآباد جہنمی ہے

(۲) جملہ مسلمان غروب آفتاب سے قبل معاملات کی صفائی کرلیں۔ ایک دوسرے کے تمام حقوق فراخدلی سے ادا کریں یا معاف کرائیں

(۳) دلوں کو کینے اور بغض سے قطعی طور پر پاک وصاف کرکے بارگاہ رب العزت میں بصد عجز و نیاز پیش ہوں۔

(۴) زنا کے نزدیک بھی نہ جائیں

(۵) گذشتہ گناہوں سے تائب ہوکر خدا سے گڑگڑا کر معافی مانگیں

مُردوں کے لئے بخشش مانگی جائے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی ایک روایت سے یہ ثابت ہے کہ سید دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم اس رات جنت البقیع تشریف لے گئے اور آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بتحقیق اللہ تعالے شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ کلب کی بکریوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے۔

چنانچہ

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہیئے۔

اسلام بندگی کی تعلیم دیتا ہے

اسلام درحقیقت انسانوں کو کامل عبودیت کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی لئے خدائے اسلام نے واضح الفاظ میں اعلان فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

چنانچہ ہر وہ آدمی جو دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر زندگی کا سفر طے کرے

تہذیب و تمدن، معاشیات و اقتصادیات اخلاقیات و سیاسیات، قانون و دستور سب اسلام کا اپنا ہے۔ مسلمان اللہ کے دین کا سپاہی اور اُسی کے حکم کا بندہ ہے۔ چنانچہ اُس کی ہربات دنیا سے نرالی اور عبدیت محض کی آئینہ دار ہے۔

دنیا کی قوموں کے تیوہار اور میلے تماشے آپ نے اکثر دیکھے ہیں۔ ہندو آپ میں بسے ہیں۔ اس لئے ہولی دیوالی کی سیر آپ نے کی ہوگی، کرسمس کا دن آپ اکثر دیکھتے ہیں دنیا کی دوسری غیر مسلم قومیں جو ہندوستان سے باہر آباد ہیں۔ ان کے میلے تیوہار کا ذکر بھی آپ نے اکثر اخبارات میں پڑھا ہوگا یا دوسرے حضرات سے سنا ہوگا۔ تمام قوموں کے تیوہاروں میں کھیل ہے، کود ہے، گانا بجانا ہے، ناچنا ہے، رنگ رلیاں ہیں لیکن مسلمانوں کے صرف دو تہوار ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ —— اب ان دونوں کی کیفیت ملاحظہ کیجئے، عام دنوں میں تو پانچ وقت کی نماز اور تیوہار کے دن چھ وقت کی نماز —— نہ گلے میں ڈھولکی ہے، نہ گانا نہ بجانا، بس اللہ کی حمد وثنا سے کام ہے اور پیشانیاں زمین پر پڑی ہوئی عظمت خداوندی کا سراغ دے رہی ہیں —— یہ ہے مسلمان قوم کا جذبۂ عبادت اور خدا پرستی۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یہی حال شب براۃ اور دوسری مبارک تقریبات کا ہے۔ سوائے حکم خداوندی کی بجا آوری کے مسلمان کا اور کوئی کام نہیں ——

چنانچہ مذکورہ بالا احادیث سے صاف ظاہر ہے، کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ وقت اس رات بھی عبادت خداوندی میں ہی صرف کرنا چاہیئے۔ میلوں ٹھیلوں، آتشبازیوں اور خرافات کو شب براۃ سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ——

بندگی کا کس قدر پیارا پروگرام ہے۔ کہ دن کو روزہ رکھو۔ اور رات کو اللہ کی یاد سے دلوں کی سُونی بستیوں کو آباد کرو۔

ایک رات کی عبادت کا ثمرہ

روض الافکار میں ایک حکایت درج ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا گذر ایک پہاڑ پر ہوا۔ آپ نے اس میں ایک سفید پتھر دیکھا اور اُس کے ارد گرد گھوم کر چاروں طرف سے دیکھ بھال کر تعجب کیا ——

خدا نے آپ پر وحی کی اور فرمایا "عیسےٰ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز چیز تمہارے لئے ظاہر کروں" ——

مسیح نے کہا "جی ہاں" یہ الفاظ آپ کے مُنہ سے ادا ہوتا تھے کہ پتھر پھٹ پڑا اور اس میں سے ایک مبارک شخص نکلا۔ جس کے ہاتھ میں ایک ہری شاخ تھی اور انگور کی بیل اس کے پاس پھیلی ہوئی تھی۔ مسیح نے جب اُس سے دریافت کیا تو اس نے کہا "یہ میری روزی ہے۔ جو اللہ جل شانہ نے میرے لئے مقرر فرما رکھی ہے"

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا "بھلا آپ بتا سکتے ہیں، کہ اس پتھر میں آپ کتنی مدت سے عبادت الٰہی میں مصروف ہیں؟" اُس نے کہا "چار سو برس سے"

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں گذارش کی۔ کہ اے بار الٰہا! میرے خیال میں تو شاید آپ نے اُس شخص سے اور کوئی افضل و اشرف پیدا نہ کیا ہوگا" ارشاد ربانی ہوا "اے عیسےٰ! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو شخص بھی شعبان کی پندرھویں شب کو دو رکعت نماز پڑھے گا۔ اُسے اس کی چار سو برس کی عبادت سے زیادہ ثواب دیا جائے گا اس پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا —— "کاش میں بھی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہوتا!"

کتاب البرکت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص شعبان کی پندرھویں تاریخ کو بارہ رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اُس کی تمام سیاہ کاریاں مٹا دی جائیں گی۔ اور اُس کی طبعی عمر میں برکت عطا کی جائے گی ——

اللہ تعالے ہمیں اس رات کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دُعا کی تاثیر ضرورت اور برکت

(۱)

(از محمد امین بورسٹل جیل لاہور)

(قرآنی دُعائیں)

دعا بھی ایک قسم کی عبادت ہے۔ اور انبیائے کرام کی سُنّت، دُعا کے معانی پکار یا فریاد کرنے کے ہیں۔ انگریزی میں اس کو اپیل کہتے ہیں۔ بے نیاز ذات صرف خدا کی ہے۔ باقی ہم سب اُس کے محتاج ہیں اور اپنی ضروریات یا مصیبت کے وقت اُسی کو پکارتے ہیں۔ وہی ہمارا حاجت روا اور مشکل کُشا ہے۔ جب سب آسرے ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو اُسی کا سہارا کام آتا ہے۔ فرمایا ـــ

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا"

جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ تو عاجزی سے دعا کرتا ہے لیکن جب اُسے خوشی ملتی ہے تو اُسے بھُلا دیتا ہے۔ دُعا عبادت بھی ہے اور مصیبت کا علاج بھی۔ حتیٰکہ دُعا سے قضا تک ٹل جاتی ہے۔ اور تقدیر تک بدل جاتی ہے۔ جیساکہ

"لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَا"

اور صوفیاء کے نزدیک یہ بھی ایک تقدیر ہے۔ دوسری تقدیر کے مترادف ہے۔ اور یہ سب حقیقت میں اس طرح مقدر ہوتا ہے۔

خداوند کریم نے خود دُعا کی ترغیب دی ہے۔ اور کس مشفقانہ انداز میں دلیری فرمائی ہے کہ جان نثار ہوتی ہے۔ پڑھیئے اور لطف اُٹھایئے فرمایا۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ" جب میرا بندہ آپ سے میرے متعلق پوچھے تو فرمایئے کہ میں اس کے بالکل قریب ہوں، "اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" ۔ جب دُعا کرنے والا دُعا کرتا ہے تو میں اُسے قبول کرتا ہوں، ٹوٹے دلوں کا سہارا اور ڈوبتوں کا آسرا وہی ہے۔ مزید فرمایا:۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہ

کہ اے میرے بندے میں تیرے بہت نزدیک ہوں، بلکہ شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں ـــــ اپنے بندے کے اندر بھرپور اور خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے مزید فرمایا، وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" میں تمہارے اندر ہی ہوں۔ کیا تم بصیرت نہیں رکھتے۔ سبحان اللہ کتنی حوصلہ افزائی ہے۔

دعا مذہب کی روح ہے۔ بس سب طرف سے کٹ کر فقط اللہ کا ہو جایئے اور پھر اس کی رحمت کا نظارہ دیکھئے۔ دُعا ایک ایسی عبادت ہے۔ جس میں اُس کا بندہ سب طرف سے کٹ کر صرف اُسی سے فریاد کرتا ہے۔ اُسی کے آگے التجا اور زاری کرتا ہے۔ چنانچہ حکم بھی ایسا ہی دیا ہے

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً"

اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔ تدبیر کے بعد دعا بڑی ضروری ہے۔ بلکہ جہاں کوئی تدبیر کام نہ آئے وہاں دعا ہی تقدیر بناتی ہے یہاں تک فرمایا "تَرْکُ الدُّعَاءِ مَعْصِیَۃٌ"، یعنی دعا کا ترک کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ اس سے تکبر کی بُو آتی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کو پسند نہیں۔ پس ہمیں سب کچھ اسی سے مانگنا چاہیئے۔ اور دعا کبھی ترک نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ متواتر مانگتے رہنا چاہیئے۔

رسول پاکؐ نے فرمایا کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی درکار ہو تو اُسی سے مانگو اور وہ مانگنے والے کو کبھی محروم نہیں رکھتا، بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ کوئی اس کے دروازے سے خالی جائے۔ البتہ یہ حکمت ایزدی ہے کہ کسی کی دعا دیر سے اور کسی کی دُعا فوراً قبول ہوتی ہے۔ ہر حال دعا قبول ضروری ہوتی ہے فرمایا۔ جس کی دُعا دنیا میں قبول نہ ہوگی۔ اس پر قیامت کے دن دُعا کی وجہ سے رحم کیا جائے گا۔ پس زود یا بدیر دعا قبول ضرور ہوتی ہے۔ جس طرح دوا سے آرام نہ آنے پر علاج ترک نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح قبول نہ ہونے پر دعا کبھی ترک نہیں چاہیئے دُعا تو تقدیر تک بدل دیتی ہے۔ پھر اُسے کیوں بھلایا جائے۔

قبولیت دعا کی بڑی بڑی شرائط ہیں۔ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ" خدا کو خلوص کے ساتھ پکارو۔ دل اور دماغ دونوں کی کیفیات یکساں ہوں۔ اور زبان پر جو بات آئے، وہ دل سے نکلے

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

گویا دِل اور زبان ایک ہو، سابقہ گناہوں کا اعتراف بھی ضروری ہے، اور آئندہ گناہ سے باز رہنے کا تہیہ کرے۔ پاک صاف ہوکر دو نفل پڑھ کر کے سجدے میں گرے۔ سجدہ کی صورت خدا کو بڑی پسند ہے۔ کیونکہ یہ عاجزی کی انتہائی صورت ہے۔ رزق حلال اور صدق مقال بھی نہایت ضروری اور اہم ترین لوازمات ہیں۔ وہ مسلمان جو رزق حلال اور صدق مقال کا پابند ہے۔ میرے نزدیک ولی ہے۔ پھر ولی کی دُعا کیوں نہ قبول ہو۔ اجابت دعا کے لئے ظاہری کیفیات کے علاوہ زبان سے خدا کی حمد وثنا کے ساتھ اپنے گناہوں کا اعتراف بھی ضروری ہے کیونکہ

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا

اس کے انعامات کا ذکر دُعا کے اوّل اور آخر میں درود شریف کا پڑھنا نہایت ضروری ہے درود شریف کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی اور درُود شریف والی دعا ضرور قبول ہوتی ہے کیوں نہ ہو رسول پاکؐ کے درود کی مُہر جو لگ جاتی ہے۔ بغیر درود کے دعا معلق بین السَّمَاءِ وَالارض رہتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کو جوش دینے کے لئے اس کی کبریائی اور بڑائی خوب بیان کی جائے۔ اور اُسی سے اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار کیا جائے۔ ایسی دُعا پر خدا تعالےٰ بڑی شفقت اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔ کیونکہ خداوند کریم اپنے بندے پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے ویسے بھی ہمارا عقیدہ ہے۔

"وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ"

میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے

سب نبیوں نے الگ الگ دُعائیں مانگی ہیں۔ جو سب قبول ہوئی ہیں۔ اور ان سب کی دعائیں قرآن میں موجود ہیں۔ چنانچہ جب حضرت آدمؑ کو شجر ممنوعہ کھانے کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا۔ اور مائی حوّا سے الگ کیا گیا۔ تو آپ نے یہ دعا پڑھی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ" ہ

(پ ۸ سورۂ اعراف رکوع ۲ آیت ۲۳)

ترجمہ

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (یعنی غلطی ہوگئی) اور اگر تو ہمیں معاف نہیں کرے گا۔

اور ہم پر رحم نہیں کرے گا۔ تو ہم ضرور نقصان میں رہیں گے

حضرت نوحؑ اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال وعظ ونصیحت کرتے رہے۔ لیکن قوم نے ہمیشہ آپ کی تکذیب کی ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ آپ نے اُن کی تکذیب سے تنگ آکر خدا سے دعا کی۔

رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ،
(پ ۱۸ رکوع ۲ سورۂ مومنون)

ترجمہ۔ اے رب میری مدد فرما ۔۔۔ جس طرح انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے

مزید درخواست کی۔ خدایا! میں نے اس قوم کو رات، دن، ظاہر اور پوشیدہ ہر طرح سمجھا چکا ہوں۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ منہ موڑا۔ اب میری درخواست ہے کہ

"رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا" پارہ ۲۹، سورہ نوح رکوع ۲ آیت ۲۶)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے رب! زمین پر رہنے والا کوئی منکر کافر بھی باقی نہ رہے۔ اور ساتھ ہی درخواست کی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا"، (ایضاً آیت آخری)

ترجمہ: اے میرے رب۔ مجھے، میرے ماں باپ اور جو ایمان دار مرد اور عورت میرے گھر میں داخل ہوں ان سب کو بخش دے اور ظالم کفار کو ہلاک اور برباد کر دے۔

چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور سیلاب کی شکل میں عذاب الٰہی نازل ہوا۔ تمام منکرین ڈوب مرے۔ اور مومنین کشتی نوح میں سوار ہو کر بچ رہے۔ اور جب حضرت نوحؑ نے سیلاب سے نجات چاہی تو پھر خدا سے دعا کی۔

رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ" پارہ ۱۸ سورہ مومنون رکوع ۲ آیت ۲۹)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے خیر و عافیت سے اتار دے۔ کیونکہ تو اچھی طرح اتارنے والا ہے۔ یعنی مجھے طوفان سے نجات دے۔

اسی طرح حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ہودؑ تشریف لائے۔ قوم نے ان کو بھی جھٹلایا تو آپ نے بھی یہی درخواست کی۔

"رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ"

اے اللہ میری مدد فرما۔ کیونکہ وہ مجھے جھٹلاتے ہیں

چنانچہ قوم عاد کو عذاب نے خس و خاشاک کر کے رکھ دیا۔ اسی طرح قوم ثمود پر حضرت صالحؑ کی دعا سے عذاب آیا۔ اور یہ عذاب متواتر سات رات اور آٹھ دن تک نازل ہوتا رہا۔ اور وہ قوم بالکل برباد اور ہلاک ہوگئی۔

اسی طرح توحید کے علمبردار حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کے ہمراہ خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی تو اپنی تو اپنی اولاد کو پھلنے پھولنے اور خدا کا فضل تلاش کرنے کے لئے دعا فرمائی۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے میرے رب! اس شہر کو امن اور روزی کا مرکز بنا دے۔ اور اس شہر میں رہنے والوں اور میری اولاد کو فرمانبردار بنا۔ مزید عرض کی۔ اے ہمارے رب، ہماری دعا قبول فرما اور میری اولاد میں سے ایک رسول مبعوث فرما۔ جو تیری آیات پڑھ کر لوگوں کو کتاب سے دانائی کی باتیں سکھائے۔ نماز کے آخر میں جو جامع اور پر لطف دعا ہے۔ یہ دعا بھی حضرت خلیلؑ نے عرض کی تھی۔ دعا یہ ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

جس کا مطلب یہ ہے۔ اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا دے۔ اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے میرے رب، مجھے میرے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو، یعنی قیامت کے دن۔ نماز جنازہ کی طرح یہ کتنی جامع دعا ہے کہ اپنے پرائے، آباؤ اجداد، آئندہ نسل اور جملہ مسلمانان عالم کی مغفرت کی دعا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے حضرت لوطؑ کی دعا رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ: اے میرے رب۔ فسادی لوگوں پر مجھے فتح عطا فرما۔

خدا نے انہیں ظالموں سے نجات بخشی جن کی عادات خبیثہ انتہا کو پہنچ گئیں۔ اور وہ اُن سے عاجز آگئے تھے۔ خدا تعالے نے حضرت ایوبؑ کی آزمائش چاہی، تو تمام مال و دولت اور اولاد تک واپس لے لی۔ بیماری اور افلاس نے آن گھیرا قوم نے شہر بدر کر دیا۔ جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ صرف ایک بیوی خدمت گار رہ گئیں، باقی سب لوگ چھوڑ گئے۔ جسم میں کیڑوں کے باوجود زبان سے خدا کی حمد و ثنا اور ذکر و شکر ہر وقت جاری رہتا۔ کیڑے جسم کا گوشت تک کھا گئے۔ اگر کوئی کیڑا نیچے گر پڑتا تو اٹھا کر پھر گوشت پر رکھ لیتے اور فرماتے یہ خدا کا مہمان ہے۔ ایک کیڑے نے زور سے جو کاٹا تو بے تاب ہو کر یہ دعا کی

رَبِّ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (پارہ ۱۷ رکوع ۶)

ترجمہ: اے میرے رب۔ مجھے کافی تکلیف پہنچی ہے۔ اور تو ہی رحم کرنے والا ہے

خدا نے وہ دعا قبول فرمائی اور حضرت ایوبؑ کے پاؤں سے ایک چشمہ جاری فرما دیا۔ جس کے پانی سے آپ صحت یاب ہوگئے

حضرت ذکریا بوڑھے ہوئے جاتے ہیں، اور خدا کے حضور میں نہایت دھیمی آواز اور انکساری سے صالح اولاد کے لئے دعا کرتے ہیں۔

"رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ" (پارہ ۱۷ رکوع ۶)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ بے شک تو بہتر وارث دینے والا ہے۔

تو خدا تعالے نے فرشتے کے ذریعے آپ کو بیٹے کی خوش خبری دی۔ اور اس کا نام "یحییٰ" بھی آپ ہی نے رکھا اور اسے صالح کا خطاب عطا فرمایا (پارہ نمبر ۱۶ سورۂ مریم رکوع ۱) یاد رکھیے۔ حضرت اسحٰقؑ کی ولادت کی بشارت پر حضرت ابراہیمؑ کی اہلیہ محترمہ حضرت سارہؑ نے تعجب کیا کہ میں بوڑھی اور بانجھ ہوں، میرے اولاد کس طرح ہوگی، اور میرا خاوند بھی سو برس کے قریب پہنچ چکا، مگر فرشتوں نے ایک ہی جواب دیا۔ کہ خدا تعالے کے نزدیک یہ چیز کوئی مشکل نہیں۔

حضرت ذکریا نے بھی اسی طرح کہا کہ میرا سر سفید ہو چکا۔ ہڈیوں کی مینگ تک نکل گئی ہے یعنی ہڈیاں خشک ہوگئیں، میری بیوی اولاد پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ لڑکا کس طرح پیدا ہوگیا۔ وہاں بھی جواب دیا کہ تیرے پروردگار کے لئے یہ آسان ہے وہ ناممکن کو ممکن کر سکتا ہے۔ صرف دعا کے مستجاب ہونے اور خدا تعالے کے دین پر انحصار ہے بعینہٖ حضرت عیسےٰؑ کا واقعہ ہے۔ کہ جب، فرشتوں نے مائی مریم کو بچے کی خوش خبری دی تو گھبرا گئیں، مگر وہاں قدرت نے بغیر دعا کے اپنی طاقت اور قدرت کا مظاہرہ کیا

اور قیامت نشانی چھوڑی۔ لہٰذا حضرت عیسےٰؑ بغیر باپ کے پیدا کئے۔ اور انہوں نے اپنی ماں کی پاکبازی کی شہادت پنگھوڑے میں دیدی، یہ تو مشیت ایزدی ہے۔ اور ہم اصل مضمون دعا کی۔ طرف لوٹیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے، کیوں اور کس طرح مچھلی کے پیٹ میں گئے اس کو چھوڑیئے۔ بہرحال آپ گئے —— تو وہاں اندھیرے پردوں اور ظلمات میں دُعا فرمائی۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یعنی اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھ سے غلطی ہو گئی۔ چنانچہ آپ کو اس قید سے رہائی ہوئی اور مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے اگل دیا۔ پارہ نمبر ۱۷ رکوع ۶، اس رکوع میں چودہ پیغمبروں کا ذکر۔ آخر میں فرمایا کہ یہ سب پیغمبر نیکی کی طرف دوڑ کر آتے تھے۔ اور سب ہمارے سامنے گڑگڑانے والے تھے اور بیم و رجا سے ہمارے دربار میں دعا کرنے والے تھے۔ اس لئے ان سب کی دعائیں قبول ہوئیں۔ « وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ط وَ کَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝ پارہ ۱۷ رکوع نمبر ۶) اور شوق اور خوف سے سب نبی ہم کو پکارتے تھے اور وہ سب ہمارے حضور میں گڑگڑانے والے تھے

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب خدا نے حکومت اور بھائیوں پر برتری عطا فرمائی تو آپ نے ان کے سب گناہ معاف فرما دیئے اور اُن کے سب بھائیوں اور والدین نے جب حضرت یوسفؑ کو تعظیمی سجدہ کیا۔ تو اُس وقت حضرت یوسفؑ نے شکریہ کے طور پر خدا سے دعا کی۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ج فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝
(پارہ ۱۳ سورۂ یوسف آخری رکوع)

ترجمہ: اے میرے رب تو نے مجھے حکومت بخشی، اور خواب کی تعبیر کا علم سکھایا اے زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے۔ تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ مجھے دنیا میں اسلام کی حالت میں اٹھانا اور نیک لوگوں میں شامل کرنا۔

اسی طرح حضرت موسےٰؑ سے غیر دانستہ طور پر ایک غلطی ہو گئی یا فرعون کی قوم آپ کی قوم پر زیادتی کرتی۔ آپ نے دیکھا کہ فرعونی قوم کا ایک آدمی ایک دن آپ کی قوم کے ایک آدمی پر زیادتی کر رہا ہے —— حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کی حمایت میں اسے ایک مکہ دے مارا۔ جس سے وہ جان بحق ہو گیا۔ آپ نے یہ کیفیت دیکھ کر اسی وقت دعا مانگی

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ پارہ ۲۰ رکوع ۵۔

ترجمہ: یا اللہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے معاف کر دے۔ خدا نے اُسے معاف کر دیا کیونکہ وہ بہت رحم اور بخشنے والا ہے۔

اور جب وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو پھر خدا سے التجا کی

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ "

ترجمہ: اے اللہ مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

اور جب شہر مدین کی طرف چلے تو کئی دن سے بھوکے تھے۔ جب حضرت شعیبؑ کی بکریوں کو پانی پلا چکے۔ تو پھر خدا سے دُعا کی

رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝

ترجمہ: اے میرے رب اس وقت جو کچھ بھی مجھ پر نازل فرمائیے۔ میں اس کا محتاج ہوں۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ اُسی وقت دُعا سُن لی اور اور حضرت شعیبؑ کے گھر پناہ مل گئی۔ اپنے بھائی کے لئے نبوت کی سفارش کی تو وہ بھی مولائے کریم نے قبول فرمائی۔ اور جب فرعون کے دربار میں جانے لگے تو خدا سے دُعا مانگی

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ

(پارہ ۱۶ رکوع نمبر ۲۰ سورہ طٰہٰ)۔

ترجمہ: میرے سینے اور دماغ کو کھول دے اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے

جب فرعون کا لشکر بحیرہ قلزم پر پہنچا تو آپ سمندر پار کر چکے تھے لیکن فرعون کا لشکر اور سمندر کا پاٹ کھلا۔ دیکھ کر آپ کے ساتھی گھبرائے تو آپ نے خدا سے دعا کی

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یا اللہ مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔

اسی طرح جب حضرت موسیٰؑ کی غیر حاضری اور حضرت ہارونؑ کی موجودگی میں اُن کی قوم نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ تو واپسی پر آپ نے خدا سے مغفرت مانگی

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما۔ اے اللہ تو ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

مزید عرض کیا۔

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ۝ اے رب! تو ہی ہمارا مددگار ہے۔ بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو ہی بہتر بخشش کرنے والا ہے

اسی طرح پارہ نمبر ۲۰ میں سورہ "النمل" کی تیسری آیت " اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ ۝

ترجمہ: بھلا کون ہے، جو فریاد رسی کرتا ہے لاچار کی، جبکہ وہ اسے پکارتا ہے۔ اور دور کرتا ہے تکلیف کو ——

اس آیت میں کتنا لطف اور روحانی لذت پنہاں ہے۔ واقعی اللہ تعالےٰ کے بغیر کوئی دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا۔ طوالت کے ڈر سے مختصراً عرض کرتا ہوں، کہ اخلاقی قدروں اور دینی کاموں سے وہ عظمت اور طاقت محسوس ہوتی ہے۔ کہ مادی طاقتیں اس کا عشر عشیر بھی نفع نہیں پہنچا سکتی (پ ۲۴) سورہ الزمر رکوع ۱ کی پانچویں آیت اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ کا میں خود خدا فرماتا ہے۔ کہ کیا اللہ اپنے نیک بندے کے لئے کافی نہیں۔ انبیاء کے معجزے، اولیاء کی کرامات، اور صالحین کی دعائیں تائید غیبی کا نشان ہیں، جن پر مادی طاقتیں انگشت بدنداں ہیں۔ دراصل جہاں مادی طاقت کی انتہا ہوتی ہے۔ روحانی عظمت وہاں سے شروع ہوتی ہے۔ سائنس اور مذہب میں یہی فرق ہے کہ جہاں سائنس ایک غیر یقینی اور مفروضہ شے ہے۔ وہاں ایمان اور ایقان ایک پائیدار حقیقت ہے۔ اسی لئے سائنس کی ترقی اور عروج کے باوجود روحانی عظمت بدستور اپنا لوہا منوا رہی ہے۔ کسی ولی اللہ سے پوچھا گیا۔ کہ دُعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں۔ تو فرمایا۔ کہ ہم اللہ کا رزق کھاتے ہیں۔ مگر اس کا حکم نہیں مانتے۔ ہم اللہ کے ملک میں رہتے ہیں۔ مگر اس سے باغی ہیں۔ ہم رسول پاکؐ کا ذکر کرتے ہیں مگر اطاعت نہیں کرتے۔ ہم قرآن پڑھتے ہیں۔ مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ ہم شیطان کو دشمن تو کہتے ہیں۔ مگر افعال میں اُسی سے دوستی رکھتے ہیں، ہم اپنے عزیزوں کو ہاتھ سے دفن کرتے ہیں مگر عبرت نہیں پکڑتے۔ جب زندگی ایسی ہو تو دُعا کیسے قبول ہو۔ بہرحال آج بھی ان قرآنی دعاؤں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ خداوند کریم ہم سب کے حال پر رحم فرمائے کیونکہ اول

حضرت یحییٰ علیہ السلام

(حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رح)

قرآن عزیز اور حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کا ذکر بھی قرآن عزیز میں اُن ہی سورتوں میں آیا ہے۔ جن میں زکریا علیہ السلام کا ذکر ہے۔ یعنی آل عمران، انعام، مریم، انبیاء۔

نام و نسب

یہ زکریا علیہ السلام کے بیٹے اور اُن کی پیغمبرانہ دعاؤں کا حاصل تھے۔ ان کا نام بھی اللہ تعالےٰ کا فرمودہ ہے۔ اور ایسا نام ہے۔ کہ اس سے قبل ان کے خاندان میں کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا

یا زکریا انا نبشرك بغلام اسمه یحییٰ لم نجعل له من قبل سمیا ٥ (مریم)

اے زکریا! بے شک ہم تم کو بشارت دیتے ہیں۔ ایک فرزند کی اس کا نام یحییٰ ہو گا۔ اس سے قبل ہم نے کسی کے لئے یہ نام نہیں ٹھہرایا۔

حالات زندگی

مالک بن انس رض فرماتے ہیں۔ کہ یحییٰ بن زکریا اور عیسےٰ بن مریم کا رحم مادر میں استقرار ایک ہی زمانہ میں ہوا، اور ثعلبی کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ (علیہ السلام) سے چھ ماہ قبل ہوئی ہے[1]۔ اور لوقا کی انجیل میں ہے۔ کہ جب زکریا (علیہ السلام) کی بیوی، الیشع کو حاملہ ہوئے چھ ماہ گزر گئے۔ تب جبرئیل (علیہ السلام) فرشتہ مریم (علیہ السلام) پر ظاہر ہوا۔ اور اُس نے عیسےٰ (علیہ السلام) کے متعلق ان کو بشارت دی۔

اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشع کے بھی بڑھاپے میں بھی بیٹا ہونے والا ہے۔ اور اب اُس کو جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے[2]

ان نقول کا حاصل یہ ہے کہ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) حضرت عیسےٰ (علیہ السلام) سے چھ ماہ بڑے تھے۔

(۱) ۔ فتح الباری جلد ۶ ص ۳۶۴) (۲) باب آیت ۳۶

یحییٰ (علیہ السلام) کے لئے جب زکریا (علیہ السلام) نے دُعا کی تھی تو اس میں یہ کہا تھا۔ کہ وہ "ذریت طیبہ" ہو۔ چنانچہ قرآن عزیز نے بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی دُعا (منظور فرما لی) چنانچہ یحییٰ (علیہ السلام) نیکوں کے سردار اور زُہد و ورع میں بے مثال تھے۔ نہ انہوں نے شادی کی۔ اور نہ ان کے قلب میں کبھی گناہ کا خطرہ پیدا ہُوا۔ اور اپنے والد ماجد کی طرح وہ بھی خدا کے برگزیدہ نبی تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اُن کو بچپن ہی میں علم و حکمت سے معمور کر دیا تھا۔ اور اُن کی زندگی کا سب سے بڑا کام یہ تھا۔ کہ وہ عیسےٰ (علیہ السلام) کی آمد کی بشارت دیتے۔ اور اُن کی آمد سے قبل رُشد و ہدایت کے لئے زمین ہموار کرتے تھے۔ چنانچہ ارشاد مبارک ہے۔

فنادته الملئكة و هو قائم یصلی فی المحراب ان الله یبشرك بیحییٰ مصدقا بكلمة من الله وسیدا و حصورا و نبیا من الصّٰلحین

پس زکریا جس وقت حجرہ میں نماز ادا کر رہا تھا۔ تو فرشتہ نے اس کو پُکارا:۔ اے زکریا۔ اللہ تعالےٰ تجھ کو ایک فرزند یحییٰ کی بشارت دیتا ہے۔ جو اللہ کے کلمہ (عیسےٰ) کی بشارت دے گا اور وہ اللہ کے اور اُس کے بندوں کی نظر میں، برگزیدہ اور گناہوں سے بے لوث ہو گا۔ اور نیکو کاروں میں سے نبی ہو گا۔

کتب تفاسیر میں اس مقام پر "سید" کے مختلف معنی منقول ہیں "حلیم" "عالم فقیہ" "دین و دنیا کا سردار" "شریف و پرہیزگار" "اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور برگزیدہ" لیکن آخری معنی چونکہ مسطورہ بالا تمام معانی کو حاوی ہیں۔ اس لئے ترجمہ میں ان ہی کو اختیار کیا گیا۔

اسی طرح حصور کے بھی مختلف معانی مذکور ہیں۔ "وہ شخص جو عورت کے قریب تک نہ گیا ہو۔ جو ہر قسم کی معصیت سے محفوظ ہو۔ اور اُس کے قلب میں معصیت کا خطرہ بھی نہ گزرتا ہو۔ جو شخص اپنے نفس پر پوری طرح قابو رکھتا، اور خواہشات نفس کو روکتا ہو[1]"

ہمارے خیال میں یہ سب معانی ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں۔ اس لئے کہ لغت میں "حصر" کے معنی رکاوٹ کے آتے ہیں اور "حصور" اسم فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے۔ لہٰذا اس جگہ یہ مطلب ہے کہ خدا کے نزدیک جن امور سے رُکنا ضروری ہے۔ اُن سے رُکنے والا حصور ہے۔ اور اس لحاظ سے چونکہ یحییٰ (علیہ السلام) موصوف بہمہ صفت ہیں۔ اس لئے مسطورہ بالا تمام معانی بیک وقت اُن پر صادق آتے ہیں

ان معانی سے جُدا بعض کے نزدیک "حصور" کے معنے قوت مردمی سے محروم کے ہیں۔ مگر یہ معنی اس جگہ قطعاً باطل ہیں اس لئے یہ معنی مرد کے لئے مدح نہیں ہیں بلکہ نقص اور عیب ہیں۔ چنانچہ اس بنا پر محققین نے اپنی تفاسیر میں اس کو مردود قرار دیا ہے۔ اور قاضی عیاض رح نے شفاء میں اور خفاجی رح نے اُس کی شرح نسیم الریاض میں اس پر سخت نکتہ چینی کر کے جمہور کے نزدیک اس قول کو باطل ٹھہرایا ہے۔

البتہ بقائے قوت کے باوجود اُس پر قابو پانے کے لئے خدا کے برگزیدہ انسانوں کے ہمیشہ دو طریقے رہے ہیں ایک یہ کہ تجرد و تبتل کی زندگی اختیار کر کے مجاہدات و ریاضات اور نفس کشی کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے اُس کو دبا دیا جائے۔ گویا کہ اُس کو فنا کر دیا گیا۔ عیسےٰ (علیہ السلام) کی زندگی مبارک میں بھی یہ پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ اور یحییٰ (علیہ السلام) میں خدا تعالےٰ نے یہ وصف بغیر مجاہدہ و ریاضت ہی کے بدفطرت میں ودیعت کر دیا تھا۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اُس کو اس درجہ قابو میں رکھا جائے اور اُس پر اس حد تک ضبط قائم کیا جائے کہ وہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی بے محل حرکت میں نہ آنے پائے۔ بلکہ بے محل حرکت میں آنے کا خطرہ تک باقی نہ رہے۔ لیکن بقاء نسل انسانی کے لئے صحیح طریق کار کے ذریعہ تاہل کی (ازدواجی) زندگی اختیار کی جائے۔

پہلا طریقہ اگرچہ بعض حالات میں محمود

(۱) تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۱۴۱ (۲) ایضاً

ہوتا ہے۔ مگر فطرت انسانی اور اجتماعی حیات کے لئے غیر مناسب ہے۔ پس جن انبیاء علیہم السلام نے اس طریق کار کو اختیار فرمایا وہ وقت کی اہم ضرورت کے پیش نظر تھا خصوصًا جبکہ ان کی دعوت خاص خاص قوموں میں محدود تھی، لیکن جماعتی حیات کے لئے فطرت کا حقیقی تقاضا صرف دوسرا طریق کار پورا کرتا ہے۔ اور اس لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپؐ کا ذاتی عمل اسی طریق کار کی تائید کرتے ہیں۔ اور جبکہ آپ کی بعثت کافۃ للناس تمام عالم کے لئے ہے۔ تو ایسی صورت میں آپ کے لائے ہوئے "دین فطرت میں اسی کو برتری حاصل ہونی چاہیئے تھی۔ چنانچہ آپ نے متعدد شعبہ حیات میں اس حقیقت کی جانب توجہ دلائی ہے۔ کہ دنیا کے معاملات سے جُدا ہو کر پہاڑوں کے غاروں اور بیابانوں میں زندگی گزارنے والے شخص کے مقابلہ میں اُس شخص کا مرتبہ خدا کے یہاں زیادہ بلند ہے۔ جو دنیوی زندگی کے معاملات میں مقید رہ کر ایک لمحہ کے لئے بھی خدا کی نافرمانی نہ کرے اور قدم قدم پر اُس کے احکام کو پیش نظر رکھے

اس کے بعد ارشاد مبارک ہے۔

یٰیحیٰی خذ الکتاب بقوۃ واتیناہ الحکم صبیاہ وحنانا من لدنا وزکوۃ وکان تقیاہ وبرًا بوالدیہ ولم یکن جبارًا عصیا۔ وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیاہ

اے یحییٰ:۔ (خدا کا حکم ہُوا، کیونکہ وہ خوشخبری کے مطابق پیدا ہُوا اور بڑھا، کتاب الٰہی (توراۃ) کے پیچھے مضبوطی کے ساتھ لگ جا چنانچہ ابھی وہ لڑکا ہی تھا۔ کہ ہم نے اُسے علم و فضیلت بخش دی نیز اپنے خاص فضل سے دل کی نرمی اور نفس کی پاکی عطا فرمائی۔ وہ پرہیزگار اور ماں باپ کا خدمت گزار تھا۔ سخت گیر اور نافرمان نہ تھا۔ اس پر سلام ہو۔ (یعنی سلامتی ہو) جس دن پیدا ہوا، اور جس دن مرا اور جس دن پھر زندہ کیا جاوے گا۔

ولادت باسعادت کی بشارت کے بعد قرآن نے یحییٰ (علیہ السلام) کے بچپن کے اُن واقعات کو نظر انداز کر کے جو اُس کے مقصد سے غیر متعلق تھے، یہ ذکر کیا ہے کہ خدا نے یحییٰ کو حکم دیا کہ وہ اس کے قانون "توراۃ" پر مضبوطی سے عمل کریں۔ اور اُسی کے مطابق لوگوں کو ہدایت دیں۔ اس لئے کہ یحییٰ (علیہ السلام) نبی تھے رسول نہ تھے۔ اور توراۃ ہی کی شریعت کے پابند تھے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے عام بچوں کی زندگی سے جُدا ان کو بچپن ہی میں علم و فضیلت بخش دیئے تھے تاکہ وہ جلد ہی نبوت کے منصب پر فائز ہو سکیں۔ چنانچہ سیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ بچپن میں جب بچے اُن سے کھیلنے پر اصرار کرتے تو وہ یہ جواب دے دیتے خدا نے مجھ کو لہو و لعب کے لئے پیدا نہیں کیا[1]۔ اور یہ بھی مذکور ہے کہ وہ تیس سال سے قبل ہی نبی بنا دیئے گئے تھے[2]۔

آیات زیر بحث میں "واتیناہ الحکم صبیا" کے یہی معنے ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن مبارکؒ معمر سے نقل کیا ہے[3]، اور جس شخص نے اس سے یہ مراد لی ہے۔ کہ یحییٰ (علیہ السلام) بچپن میں ہی "نبی" بنا دیئے گئے تھے" صحیح نہیں۔ اس لئے کہ منصب نبوت جیسے اعلےٰ و اہم منصب کسی کو بھی صغر سنی میں عطا ہونا نہ عقل کے نزدیک درست ہے۔ اور نہ نقل سے ثابت ہے

اللہ تعالےٰ کی جانب سے حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کو ان آیات میں۔ جو سلامتی کی دُعا دی گئی ہے۔ وہ تین اوقات کی تخصیص کے ساتھ ہے، حقیقت یہ ہے۔ کہ انسان کے لئے یہی تین اوقات کی سب سے زیادہ اہم ہیں۔ وقت ولادت جس میں رحم مادر سے جُدا ہو کر عالم دنیا میں آتا ہے۔ اور وقت موت کہ "جس میں عالم دنیا سے وداع ہو کر عالم برزخ میں پہنچتا ہے۔ اور وقت حشر و نشر کہ جس میں عالم قبر (برزخ) سے عالم آخرت میں اعمال کے جزا و سزا کے پیش ہوتا ہے" لہٰذا جس شخص کو خدا کی جانب سے ان تین اوقات کے لئے سلامتی کی بشارت مل گئی۔ اُس کو سعادت دارین کا کل ذخیرہ مل گیا" فطوبی لہ وحسن مآب"

سورۂ انبیاء میں ارشاد ہے۔

وزکریا اذ نادی ربہ رب لا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین ٥ فاستجبنا لہ ووھبنا لہ یحیی واصلحنا لہ زوجہ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا و رھبا و کانوا لنا خاشعین ٥

—— اور اسی طرح زکریا (کا معاملہ یاد کرو) جب اس نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا "خدا مجھے (اس دنیا میں اکیلا نہ چھوڑ) یعنی بغیر وارث کے نہ چھوڑ، اور ویسے تو) تو ہی (ہم سب کا بہتر وارث ہے۔ تو دیکھو) ہم نے اس کی پکار سن لی۔ اُسے ایک فرزند، یحییٰ عطا فرمایا اور اس کی بیوی کو اس کے لئے تندرست کر دیا۔ یہ تمام لوگ نیکی کی راہوں میں سرگرم تھے (ہمارے فضل سے) اُمید لگائے ہوئے (ہمارے جلال سے) ڈرتے ہوئے دعائیں مانگتے تھے اور ہمارے آگے عجز و نیاز کے ساتھ جھکتے تھے۔

دعوت و تبلیغ

مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ (وغیرہ) میں حارث اشعریؓ سے منقول ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کو پانچ باتوں کا خصوصیت کے ساتھ حکم فرمایا کہ وہ خود بھی ان پر عامل ہوں۔ اور بنی اسرائیل کو بھی ان کی تلقین فرمائیں۔ مگر یحییٰ (علیہ السلام) کو ان امور خمسہ کی تلقین میں کچھ تاخیر ہوگئی تب عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا میرے بھائی اگر تم مناسب سمجھو۔ تو میں بنی اسرائیل کو ان کلمات کی تلقین کر دوں۔ جن کے لئے تم کسی وجہ سے تاخیر کر رہے ہو۔ یحییٰ (علیہ السلام) نے فرمایا:۔ بھائی میں اگر تم کو اجازت دے دوں اور خود تعمیل حکم نہ کروں۔ تو مجھے خوف ہے۔ کہ کہیں مجھ پر کوئی عذاب نہ آجائے یا میں زمین میں دھنسا نہ دیا جاؤں۔ اس لئے میں ہی پیش قدمی کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا اور جب مسجد بھر گئی تو وعظ بیان کیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو پانچ باتوں کا حکم کیا ہے کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں اور تم کو بھی عمل کی تلقین کروں۔ وہ پانچ احکام یہ ہیں

(۱) پہلا حکم یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ اور نہ کسی کو اس کا شریک و سہیم ٹھہراؤ۔ کیونکہ مشرک کی مثال اس غلام کی سی ہے۔ جس کو اس کے مالک نے اپنے روپے سے خریدا۔ مگر غلام نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو کچھ کماتا ہے۔ وہ مالک کے سوا ایک دوسرے شخص کو......

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۵۰ [3] قصص الانبیاء للنجار ص ۴۲۰

[2] تاریخ ابن کثیر جلد ۲

دے دیتا ہے۔ تو اب بتاؤ کہ تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا۔ کہ اُس کا غلام ایسا ہو۔؟ لہٰذا سمجھ لو۔ کہ جب خدا ہی نے تم کو پیدا کیا۔ اور وہی تم کو رزق دیتا ہے تو تم بھی صرف اسی کی پرستش کرو۔ اور اُس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) دوسرا حکم یہ ہے کہ تم خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرو۔ کیونکہ جب تک تم نماز میں کسی دوسری جانب متوجہ نہ ہو گے۔ خدائے تعالےٰ برابر تمہاری جانب رضا و رحمت کے ساتھ متوجہ رہے گا (۳) تیسرا حکم یہ ہے کہ روزہ رکھو۔ اس لئے کہ روزے دار کی مثال اُس شخص کی سی ہے۔ جو ایک جماعت میں بیٹھا ہو۔ اور اُس کے پاس مشک کی تھیلی ہو۔ چنانچہ مشک اُس کو بھی اور اُس کے رفقاء کو بھی اپنی خوشبو سے مست کرتا رہے گا۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو کا خیال نہ کرو اس لئے کہ اللہ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو جو خالی معدے سے اٹھتی ہے مشک کی خوشبو سے زیادہ پاک ہے (۴) چوتھا حکم یہ ہے کہ مال میں سے صدقہ نکالا کرو۔ کیونکہ صدقہ کرنے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے۔ جس کو اس کے دشمنوں نے اچانک آپکڑا ہو۔ اور اس کے ہاتھوں کو گردن سے باندھ کر مقتل کی جانب لے چلے ہوں۔ اور اس ناامیدی کی حالت میں وہ یہ کہے، کیا یہ ممکن ہے کہ میں مال دے کر اپنی جان چھڑا لوں؟ اور اثبات میں جواب پاکر اپنی جان کے بدلہ سب دھن دولت قربان کر دے (۵) اور پانچواں حکم یہ ہے۔ کہ دن رات میں کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہا کرو۔ کیونکہ ایسے شخص کی مثال اُس شخص کی سی ہے۔ جو دشمن سے بھاگ رہا ہو۔ اور دشمن تیزی کے ساتھ اس کا تعاقب کر رہا ہو۔ اور وہ بھاگ کر کسی مضبوط قلعہ میں پناہ گزین ہو کر دشمن سے محفوظ ہو جائے بلاشبہ انسان کے دشمن ”شیطان“ کے مقابلہ ذکر اللہ کے اندر مشغول ہو جانا محکم قلعہ میں محفوظ ہو جانا ہے۔

اس کے بعد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی جانب متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا۔ میں بھی تم کو ایسی پانچ باتوں کا حکم کرتا ہوں۔ جن کا خدا نے مجھ کو حکم کیا ہے یعنی ”لزوم جماعت“ ”سمع“ اور طاعت ”ہجرت“ اور ”جہاد فی سبیل اللہ“ پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت باہر نکل گیا۔ اُس نے بلاشبہ اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال دیا۔ مگر یہ کہ جماعت کا لزوم اختیار کرے۔ اور جس شخص نے جاہلیت کے دور کی باتوں کی طرف دعوت دی۔ تو اُس نے جہنم کو ٹھکانا بنایا۔ حارث اشعری کہتے ہیں کہنے والے نے کہا۔ یا رسول اللہ اگرچہ وہ شخص نماز اور روزے کا پابند ہی ہو، تب بھی جہنم کا سزاوار ہے۔ فرمایا ہاں۔ اگرچہ وہ نماز اور روزے کا پابند بھی ہو۔ اور یہ سمجھتا ہو۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ تب بھی سزاوار جہنم ہے۔

علماء سیر نے اسرائیلیات سے نقل کیا ہے۔ کہ یحییٰ (علیہ السلام) کی زندگی کا بہت بڑا حصہ صحرا میں بسر ہوا۔ وہ جنگلوں میں خلوت نشین رہتے اور درختوں کے پتے اور ٹڈیاں اُن کی خوراک تھیں۔ اور وہیں ان پر اللہ کا کلام نازل ہوا۔ تب انہوں نے دریائے یردن کے نواح میں دین الٰہی کی منادی شروع کر دی۔ اور عیسےٰ (علیہ السلام) کے ظہور کی بشارت دینے لگے۔ لوقا کی انجیل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس وقت خدا کا کلام بیابان میں زکریا
کے بیٹے یوحنا (یحییٰ) پر اُترا۔ اور
وہ یردن کے سارے گرد و نواح
میں جاکر گناہوں کی معافی کے لئے
توبہ کا بپتسمہ (اصطباغ) کی منادی
کرنے لگا

ابن عساکرؒ نے وہب بن منبہؒ سے چند روایات نقل کی ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ یحییٰ (علیہ السلام) پر خدا کی خشیت اس درجہ طاری تھی کہ وہ اکثر روتے رہتے تھے حتیٰ کہ ان کے رخساروں پر آنسوؤں کے نشان پڑ گئے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اُن کے والد زکریا (علیہ السلام) نے جب ان کو جنگل میں تلاش کر کے پالیا۔ تو اُن سے فرمایا ”بیٹا! ہم تو تیری یاد میں مضطرب تجھ کو تلاش کر رہے ہیں اور تو یہاں آہ و گریہ میں مشغول ہے؟ تو یحییٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا ”اے باپ! تم نے مجھ کو بتایا ہے۔ کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک ایسا لق و دق میدان ہے۔ جو خدا کی خشیت میں آنسو بہائے بغیر طے نہیں ہوتا اور جنت تک رسائی نہیں ہوتی“ یہ سُن کر زکریا (علیہ السلام) بھی رونے لگے۔

ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ بہتر وہ شخص ہے جو دیر میں خفا ہو۔ اور جلدی راضی ہو جائے۔ اور بدتر وہ شخص ہے۔ جو جلد غصہ ہو۔ اور دیر میں راضی ہو۔

۲۔ ایمان دار وہ شخص ہے۔ جس سے لوگ اپنی جان اور مال محفوظ رکھیں

۳۔ لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اُسے ظلم کرنے سے باز نہ رکھیں۔ تو خدا اُن سب پر جلدی عذاب نازل فرمائے گا

۴۔ مومن کو ایذا پہنچانا خدا کے نزدیک کعبہ اور بیت المعمور گرانے سے پندرہ گنا بڑا ہے۔

۵۔ سب لوگ خدا کے عیال ہیں۔ اور خدا کے نزدیک زیادہ پیارا اس کے عیال کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے

۶۔ نجات کیا ہے؟ اپنی زبان کو بند رکھنا اپنے گھر میں قیام رکھنا اور اپنے گناہوں پر نادم ہونا۔

۷۔ سب اعضاء زبان سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہمارا خیال کر کے خدا سے ڈرنا۔ اگر سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے۔ اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے

شب برات

قاری حافظ عبدالمجید (مولوی فاضل) خطیب مسجد اومنی بس اڈیٹر لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط حٰمٓ ۝ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ (سورۃ الدّخان آیت ۱ تا ۵)

ترجمہ

قسم ہے کتاب واضح کی۔ بے شک ہم نے نازل کیا اس کو ایک رات میں جو برکت والی تھی۔ کیونکہ بلا شبہ ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔ اسی رات جدا کیا جاتا ہے ہر ایک حکم حکمت والا۔ جو حکم ہوتا ہے ہمارے ہاں سے۔ کیونکہ ہم کو رسول بھیجنا مقصود تھا۔

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے بعض کا خیال ہے کہ ان آیات میں جس مبارک رات کا ذکر ہے وہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات ہے اس رات کو شب برات بھی کہا جاتا ہے۔ برات کے معنی ہیں نجات و خلاصی پانا (المنجد صفحہ ۱۰۰) اس رات مشرک اور کینہ ور کے علاوہ اور، گنہگاروں کو بخشش نصیب ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں شب برات کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا، وَصُوْمُوْا نَھَارَھَا۔ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ، فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ، اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ، اَلَا مِنْ مُّبْتَلًی فَاُعَافِیَہٗ اَلَا مِنْ کَذَا، اَلَا مِنْ کَذَا، حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ (رواہ ابن ماجۃ)

ترجمہ

حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات ہو۔ تو اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھنا) اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات اللہ تعالے کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ خبردار! کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اُسے بخش دوں۔ خبردار! کوئی رزق لینے والا ہے کہ اُسے رزق دوں خبردار! کوئی مصیبت زدہ ہے۔ کہ اُسے چھڑا دوں۔ خبردار! کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے۔ طلوع صبح صادق تک یہی آواز ارشاد ہوتا رہتا ہے ؎

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں!
راہ دکھائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں
(اقبال)

دوسری حدیث۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن ماجۃ)

ترجمہ! حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، تحقیق اللہ جل مجدہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے پس مشرک اور کینہ ور کے سوا اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے۔

تیسری حدیث:۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْکِ وَرَسُوْلُہٗ۔ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّکَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِکَ، فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا، فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ (مشکوٰۃ)

ترجمہ! حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت انہوں نے فرمایا، کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے۔ تب آپؐ نے فرمایا (اے عائشہؓ!) کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا، کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے کہا، یا رسول اللہ! میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ... ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالےٰ عنہن) میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ تب آپ نے فرمایا، تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے۔ اس روایت کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

چوتھی حدیث۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلْ تَدْرِیْنَ مَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ یَعْنِیْ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ۔ قَالَتْ مَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ فِیْھَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِیْ آدَمَ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ وَفِیْھَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ ھَالِکٍ مِّنْ بَنِیْ آدَمَ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ، وَفِیْھَا تُرْفَعُ اَعْمَالُھُمْ وَفِیْھَا تَنْزِلُ اَرْزَاقُھُمْ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی ثَلٰثًا قُلْتُ وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی ھَامَتِہٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِرَحْمَتِہٖ یَقُوْلُھَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (رواہ البیہقی)

ترجمہ! حضرت عائشہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس رات میں کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے۔ اور اس سال جو بنی آدمؑ ہلاک ہونے والا ہوتا ہے۔ اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں ان کے اعمال، اٹھائے جاتے ہیں۔ اور اسی رات میں

ان کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ تب حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا۔ کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے تین دفعہ آپؐ نے یہ کلمہ فرمایا۔ میں نے کہا آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکیں گے۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی نہیں جا سکوں گا۔ مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔ اس روایت کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

(قارئین کرام)

اِن احادیث کے مطالب پر غور کریں۔ تو شب برات کے متعلق تعلیمات نبویؐ کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ شب برات کو رات کے وقت عبادت کی جائے

۲۔ رات کے بعد دن کو روزہ رکھا جائے

۳۔ اس رات کو غروب آفتاب سے صبح صادق تک اللہ تعالےٰ کی تجلی د نور کا خاص پرتو، آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اس رات کو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے۔ میں اُسے بخش دوں گا، کوئی رزق مانگنے والا ہے۔ تو اُسے رزق دوں گا۔ کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اُسے مصیبت سے نجات دوں گا۔ اسی طرح مختلف حاجاتِ انسانی کا نام لے کر اللہ تعالےٰ پورا کرنے کا ذمہ لیتے ہیں

۵۔ اس مبارک رات کو بخشش کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ مشرک اور کینہ ور کے علاوہ ہر گنہ گار کو بخشش نصیب ہوتی ہے

۶۔ شب برات کو سرور کون و مکاں صلے اللہ علیہ وسلم بقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے

۷۔ اسی رات سال میں پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے اور انسانوں کے اعمال اللہ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔

۸۔ اسی رات انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے۔ اور وہ ملائکہ عظام جن کے سپرد یہ کام ہیں۔ وہ تقسیم و تنظیم رزق پر متعین ہوتے ہیں

اِن تعلیمات کی روشنی میں ہم اس، مبارک رات کے لائحہ عمل کو سمجھ سکتے ہیں ایک حصہ کا تعلق عقائد اور مشاہدات سے ہے۔ اس کے علاوہ انسانی اعمال اور اخلاقی صفات کا بھی ذکر ہے

حق جل مجدہ نے رحم و کرم کی برسات کے علاوہ جن دو چیزوں پر توجہ دلائی ہے ایک ہے توحید۔ اور دوسری ہے۔ دل کی صفائی (کینہ سے پرہیز)

گویا کہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات جہاں تقدیر کی رات ہے۔ مغفرت کی رات ہے۔ وہاں توحید کو قائم کرنے اور ہر انسان کے سینے کو شرک اور عداوت سے پاک کر دینے کی بھی تقریب ہے۔ مگر اس مبارک تقریب پر واقعات، حالات اور رسومات کی روشنی میں عامۃ المسلمین کے مشاغل کا جائزہ لیں تو شب برات کا پروگرام عام طور پر یہ ہوتا ہے۔ ہر گھر میں بہت سا حلوہ پکایا جاتا ہے۔ سال بھر میں جہاں جہاں، موتیں ہو چکی ہوتی ہیں۔ عورتیں وہاں جاتی ہیں۔ اور بین کر کے روتی ہیں۔ بچے آتش بازی چلاتے ہیں۔ اور فضول خرچی سے شیطان کی خوشی کا باعث بننے کے علاوہ آگ اور پٹاخوں سے کپڑے یا دوسری چیزیں جلانے کا خطرہ مول لے لیتے۔ اور خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالےٰ نے بے جا خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

حق تعالےٰ ہمیں توحید و سنت کی نعمت سے مالا مال اور شرک و بدعت سے مامون و محفوظ فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی وَ جْعَلْ آخِرَتِنَا خَیْرًا مِنَ الْاُوْلٰی۔ وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالوحید پی، سی، ایس سول جج درجہ اول لاہور

دعوی ۱۲/۱۰ بابت سال ۱۹۶۰ء

مسماۃ حمیدہ بیگم بیوہ عزیز احمد منہاس بنام مسماۃ رشیدہ بیگم زوجہ برکت علی قوم ارائیں سکنہ ۱۷/۲-۴-ای گلبرگ ۲ لاہور

(مدعیہ) و دیگران (مدعا علیہم)

دعوی دلا پانے مبلغ پانچہزار روپیہ ۵ ہزار روپے بابت زر حق مہر

نوٹس بذریعہ اشتہار بنام: مسماۃ عذرا بیگم دختر حفیظ احمد معرفت اقبال احمد خاں مالک اقبال ہوٹل ڈرگ روڈ کراچی (مدعا علیہا ۶)

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہا ۶ مسماۃ عذرا بیگم کی تعمیل معمولی طریقہ سے ہونی مشکل ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ عذرا بیگم مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مسماۃ عذرا بیگم مذکورہ تاریخ ۱۷/۳ کو بوقت نو بجے صبح مقام لاہور دفتر عدالت ہذا میں حاضر نہیں ہوگی۔ تو اس کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی

آج بتاریخ ۱۲/۲ ۱۴ کو بدستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری ہوا

روح کی غذا

شیخ الاسلام حضرۃ مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز

(۲)

مرسلہ مرتبہ مولانا خدا بخش بیرون دہلی گیٹ ملتان

مادہ پرستی

روح کے سوال پر جو آندھی پہلے چلی تھی - وہ آج بھی چل رہی ہے۔ مادہ پرستی جس کو کہتے ہیں، وہ یہی بدن کی پرستش ہے - بدن کی پرستش کے لئے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں - تعلیم بھی بدن کی پرستش کے لئے ہوتی ہے، زراعت بھی بدن کی پرستش کے لئے ہوتی ہے، ڈاکٹری بھی اسی کے لئے ہوتی ہے، انجینیری بھی بدن کی پرورش اور آسائش کے لئے ہوتی ہے - غرض کوششوں کی آندھی ہے - جو چل نکلی ہے، تھمنے کا نام نہیں لیتی - یہ سب چیزیں اور ساری کوششیں بدن کی خدمت کے لئے ہوتی ہیں - یہی مادہ پرستی ہے - مادہ پرستی میں مبتلا ہو کر انسان روح کی طرف سے پوری طور پر غافل ہو گیا ہے

انسان کی بے وقوفی

روح جسم کی حقیقت ہے - مگر انسان روح کے لئے کچھ نہیں کرتا - یہ بڑی بے وقوفی کی بات ہے - کہ انسان عقلمند ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے - مگر کام بے عقلی کا کرتا ہے - جو بیکار چیز کی خدمت میں لگا ہوا ہے - انسان کی عقل تو دیکھو، کہ بدن میں درد ہے تو علاج کے لئے لباس کی طرف متوجہ ہو گیا ہے - اگر بدن میں درد ہے تو کیا یہ عقلمندی ہے - کہ اس درد کو دور کرنے کے لئے لباس کی خدمت کرے؟ اگر بدن زخمی ہے - اس میں بیماری ہے - تو کیا بدن کے اوپر کے کپڑوں کی خدمت کرنے سے فائدہ پہنچے گا؟ کیا نئے نئے کپڑے پہنا کر بدن کی بیماری دور کر دی جا سکتی ہے؟ کیا نئی نئی پوشاکوں سے بدن کو زینت بخش کر اس کے زخموں کا علاج کیا جا سکتا ہے - بدن کے اندر تکالیف ہوں یا بیماریاں ہوں - بدن میں درد ہو وہ لاغر ہو گیا ہو - وہ کمزور و ناتواں ہو گیا ہو - تو کیا بدن کے اوپر نئے نئے کپڑوں اور نئی نئی پوشاکوں کے ڈال دینے یا اُسے بدن پر پہنا دینے سے وہ تکلیفیں وہ بیماریاں وہ درد اور اُس کی لاغری و ناتوانی دور ہو سکتی ہے؟

میرے بھائیو سوچو اور خوب غور کرو - کہ کیا ہم ایسا نہیں کر رہے ہیں؟ اور کیا ایسی صورت میں ہمارا یہ کام دانائی کا ہے؟ بدن کا درد دور کرنے کے لئے بدن کا علاج کرنا چاہیئے اس کے اندر بیماری ہے - تو اس بیماری اور تکلیف کو دور کرنے کے لئے علاج کرنا چاہیئے - جس طرح بدن تکالیف اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح روح کی بھی تکالیف اور بیماریاں ہیں، ہر زمانہ میں روح کی خبر گیری کرنا سکھانے کے لئے پیغمبروں نے بہت کوششیں کیں روح کی خبر گیری کرنے کو انہوں نے از حد ضروری سمجھا -

آج بھی بے وقوفی کا چاروں طرف دور دورہ ہے - مادیت کا زور ہے جس میں سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں - کیونکہ انسان اس بے وقوفی میں مبتلا ہے کہ زندگی اس دنیا ہی کی ہے - اور اس کے بعد کچھ نہیں اس بے وقوفی کی وجہ سے انسان دنیا میں غرق ہو گیا ہے - حالانکہ دنیا کی زندگی بالکل نہ ہونے کے برابر ہے آقائے نامدار فرماتے ہیں - مجھ کو دنیا سے کیا کام، میرا تو دنیا میں ایسا معاملہ ہے کہ ایک سوار ہے - جو چلا جا رہا ہے

دنیا کی زندگی مثال

دنیا کی زندگی کی بس اتنی حقیقت ہے کہ ایک سوار ایک مقام سے نکلا ہے اس کا مقصد دوسرے مقام پر پہنچنا ہے وہی اس کی منزل ہے - اگر وہ سوار یا مسافر دوسرے مقام تک جانے والے راستہ ہی کو منزل سمجھ لے، اور اُسی کو مقصد قرار دے لے، تو یہ اُس کی نادانی ہے - یہی حال ان انسانوں کا ہے - جو دنیا ہی کو منزل سمجھ بیٹھے ہیں اسی لئے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں استغراق منع فرمایا ہے - دنیا سے وہ راستہ گزرتا ضرور ہے - جو منزل تک چلا گیا ہے، مگر ٹھہرنا تو صرف منزل پہ ہوتا ہے - اس منزل میں ٹھہرنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے - اس کی طرف آقائے نامدارؐ نے توجہ مبذول فرمائی ہے

آقائے نامدارؐ کی نو بیویاں تھیں، اُن میں سے ہر ایک کے لئے جو مکان بنایا وہ کچی اینٹوں کا تھا -

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ

کے حجروں میں جایا کرتا تھا۔ تو میرا سر حجروں کی چھتوں سے لگ جایا کرتا تھا حضورؐ نے ان مکانوں کی دیواریں کچی اینٹوں کی کس لئے تعمیر فرمائیں؟ کیا آپ چاہتے۔ تو پختہ مکانات تعمیر نہیں کروا سکتے تھے۔ آپ کے پاس ہزاروں نہیں لاکھوں دینار آتے تھے۔ آپؐ نے ان میں سے، نہ اپنے لئے نہ ازواج مطہرات کے لئے نہ ہی اپنی اولاد کے لئے۔ نہ حسنینؓ کے لئے نہ اپنی بیٹی کے لئے، کسی کے لئے کچھ نہیں لیا۔ حضورؐ نے دنیا کے آرام کو بے کار سمجھا۔ اسی لئے آپؐ نے بلند اور پختہ وسیع اور کشادہ مکانات تعمیر نہیں فرمائے

حضورؐ کے مکانات کو ملک مروان نے اپنی نظامت کے دنوں میں توڑوا کر مسجد میں شامل کر دیا۔ اسی زمانہ میں اُس وقت کے اکابرین نے کہا تھا۔ کاش ان حجروں کو نہ توڑتا۔ تاکہ دیکھنے والے دیکھتے کہ حضورؐ نے کیسی زندگی گذاری۔ اور آپ کے مکانات کیسے تھے آقائے نامدارؐ کو دولت کی کمی نہیں تھی اللہ نے اپنے رسول سے پوچھا۔ آپ چاہیں تو پہاڑ سونے کے کر دیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ اگر آپ فرمائیں تو رب العلمین آپؐ کو بادشاہ بنا دے گا۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت دی گئی تھی۔ ہمارے آقاؐ نہ پہاڑ سونے کے مانگے، نہ سنگریزوں کو سونا بنا دینے کی خواہش ظاہر کی، اور نہ بادشاہت مانگی۔ اس بادشاہت، سونے کے انبوہ اور دولت کے عوض آپؐ نے اللہ سے کیا مانگا، التجا کی تو یہ "اے اللہ مجھے مسکین رکھ، میری اولاد کو مسکینی دے، اور آخرت میں بھی مجھے مسکینوں میں اُٹھا" ہمارے آقا نے سیم وزر بالکل نہیں مانگا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ دنیا فانی ہے اس بدن کی خدمت میں لگ جانا عبث ہے۔ آخرت کے لئے تیاری ضروری ہے اور روح کے لئے سامان فراہم کرنا ہے۔ اسی لئے آپؐ نے سونا چاندی کی طلب نہ کی اور اسے اپنے آپ سے دور رکھا آپ کی بیٹی فاطمہؓ نے اپنے بچوں کو یعنی حسنینؓ کو ایک دن چاندی کے کڑے پہنا دیئے، دونوں نواسے نانا .... کے پاس آئے۔ آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو انہیں لوٹا دیا حضرت امام حسنؓ ماں کے پاس آکر رونے لگے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کو کیوں لوٹا دیا تھا۔ صرف اس لئے کہ چاندی کے کڑے انہیں پہنا دیئے گئے تھے۔ جب چاندی کے کڑے نکال کر انہیں حضورؐ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ تو آپؐ نے حسب معمول اپنے پاس بلا لیا۔ یہ تھا سونے چاندی سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سلوک اور آپ کی تربیت۔

اپنی اولاد کیلئے حضورؐ نے کیا مانگا

آقائے نامدارؐ نے اپنی اولاد کے لئے اللہ سے کیا مانگا۔ دُعا کی۔ "اے اللہ محمدؐ کی اولاد کو ضرورت کے موافق دے نہ زیادہ نہ کم" اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کبھی اہل بیت کو بادشاہی نہیں ملی، آپؐ کی اولاد کو امامت ملی، ولایت ملی، اللہ کا قُرب ملا، آپؐ کی اولاد نے تقرب الٰہی کے اعلےٰ سے اعلےٰ درجے پائے۔ روح کی پاکیزگی کے لئے ہمیشہ مصروف رہے آپؐ کی اولاد حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنینؓ حضرت زین العابدینؓ یہ تمام کے تمام —— روحانیت کے اعلےٰ مدارج کے حصول میں مشغول رہے

حضرت زین العابدینؓ کا نام سجاد تھا۔ بہت زیادہ سجدہ کرنے والے کثرت عبادت کی وجہ سے یہ نام پڑ گیا اب زین العابدینؓ نام رہ گیا۔ آپ بڑے عبادت گذار تھے۔ آپ کو بادشاہی تو نہیں ملی۔ مگر آپ کے لئے اللہ کے بندوں کے دلوں میں جگہ تھی۔ حج کے موقعہ پر ایک مرتبہ ملک بن مروان بھی حج کو آیا تھا، اس نے دیکھا۔ کہ لوگ ایک شخص کا بہت ادب کر رہے ہیں۔ اُس پر اُس نے تعجب کیا کہ کون شخص ہے، جس کا لوگ اس قدر ادب کر رہے ہیں۔ اس نے لوگوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ مروان حاکم تھا۔ مگر لوگ اس کا ادب اس قدر نہیں کر رہے تھے یہ تھی مقبولیت جو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو حاصل تھی، حکومت نہیں تھی، مگر دلوں میں جگہ تھی۔ یہ عبادت الٰہی کی برکات تھیں

اے بھائیو! روح کی بیماریوں کو دور کرو۔ بد قسمتی سے مسلمان بھی دنیا کے ساتھ غلط راستے پر جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو روح کی بھلائی کے لئے کام کرنا چاہیئے۔ آخرت میں یہی کام آنے والی چیز ہے۔ اس سے ہم جنت میں جا سکیں گے

(باقی)

بقیہ معارف و حقائق!

نہیں آئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ ماہ حرام میں قتل کرنا بہت ہی بُری چیز ہے، لیکن قریش نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ لوگوں کو فتنے میں ڈالتے ہیں، اور مجبور کر کے دین سے پھیرتے ہیں، ان کی آزادئ ضمیر کو سلب کرتے ہیں اللہ کے گھر میں جانے سے روکتے ہیں یہ باتیں بہت بُری ہیں۔ لیکن ان دونوں بُری باتوں میں فتنے کے مقابلہ میں قتل کرنا کم بُرا ہے، اگر آزادی رائے اور ضمیر چھنتی ہو، تو اس کے حصول کے لئے جنگ جائز ہے

(از مختصر سیرت قرآنیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

غلاموں کی آزادی کا پہلا قانون

عُقبہ اور نضر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش میں شریک تھے اس لئے گرفتار ہونے کے بعد قتل کر دیئے گئے، باقی قیدیوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے۔ بعض نے قتل اور بعض نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا، آپؐ نے آخری رائے کو پسند فرمایا، اور حکم دیا کہ جو لوگ لکھنا جانتے ہیں اور افلاس کی وجہ سے فدیہ نہیں دے سکتے۔ وہ دس بچوں کو لکھنا سکھا دیں۔

زید بن ثابت انصاری نے جو بعد میں کاتب وحی قرار پائے تھے، اسی زمانہ میں لکھنا سیکھا تھا۔

اس کے بعد قرآن نے مسلمانوں کو یہ ابدی حکم سُنا دیا کہ جنگی قیدیوں کو غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ صرف دو صورتیں عمل میں لائی جا سکتی ہیں، یا ان کو احسان رکھ کر چھوڑ دیا جائے۔ یا فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔

(از مختصر سیرت قرآنیہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

معارف و حقائق

(مولانا رشید الدین صاحب حمیدی)

امام غزالیؒ کی ندامت

امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ جرجان سے فارغ التحصیل ہوکر عازم وطن ہوئے۔ لیکن راستہ میں ڈاکوؤں نے سب کچھ لوٹ لیا، حتیٰ کہ وہ مجموعہ بھی جو امام صاحب نے تحصیل علم کے دوران تیار کیا تھا، وہ بھی ڈاکوؤں کے ہاتھ سے نہ بچ سکا، آپ کو اپنے سامان کی کوئی پرواہ نہ تھی، لیکن اس مجموعہ کو آپ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے چنانچہ انتہائی بہادری اور دلیری کے ساتھ ڈاکوؤں کے گروہ میں پہنچ کر اُس کے سردار سے فرمایا کہ تم لوگ میرا سب کچھ لے سکتے ہو، لیکن وہ مجموعہ تمہارے کسی کام کا نہیں ہے۔ اور میرا سب کچھ اُسی میں ہے، وہ مجھے واپس کردو، ڈاکوؤں کے سردار امام صاحب کی اس بات پر ہنسا اور کہنے لگا کہ آپ نے جو کچھ پڑھا وہ سب کچھ اسی میں رکھ دیا ہے، اپنے پاس کچھ نہیں رکھا ہے، یہ کہہ کر آپ کو وہ کتابچہ واپس کردیا۔ آپ کو سردار کی اس بات پر بہت زیادہ ندامت ہوئی واپس پہنچ کر اس پورے کتابچہ کو حفظ کر ڈالا۔

(از سوانحیات امام غزالیؒ)

دشمن صلح کرے تو فوراً کرلو

جنگ سے مقصود قتال نہیں ہے بلکہ امن و صلح ہے، اگر دشمن صلح کرے۔ اور جو لوگ آزادیٔ خیال سے محروم اور فتنہ میں مبتلا ہیں انہیں چھوڑنے پر تیار ہو — تو فوراً صلح کرلو۔

جسم ایک شہر ہے، اور اعضاء اس شہر کے کام کرنے والے نوکر ہیں۔ اور خواہشات اس کی حاکم اور قوت غلبہ کوتوال شہر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان سب کا بادشاہ دل ہے۔ جس کا وزیر عقل کو بنایا گیا ہے، پھر بادشاہ کو اپنے تمام عملہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تاکہ ملک کا انتظام صحیح طریقے پر چل سکے، لیکن قوت شہوانی بیا باہری جنزوں پر عامل ہے۔ وہ عقل کی مخالفت کرتی ہے۔ اور ہمیشہ چاہتی ہے، کہ مملکت کے سب خزانے کو خراج کے بہانے سے لے لے، اس طرح قوت غیظ و غضب انسان کو مار دھاڑ پر مجبور کرتی ہے، لیکن بادشاہ اپنے وزیر (عقل) کے مشورے کے ماتحت اس کی گوشمالی کرتی کرتا رہتا ہے، اور وزیر کے خلاف (خواہش نفس) کی نہیں سنتا، اور کوتوال (قوت غلبہ) کو اس کی تنبیہ کے لئے مقرر کردیا گیا ہے۔ ساتھ ہی قوت غضب کی بھی ڈانٹ ڈپٹ ہوتی رہتی ہے، تاکہ وہ بھی حد سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ بادشاہ کو اس عمل سے نظام حکومت صحیح طور سے چلتا ہے۔ تو اگر دل (بادشاہ)، اپنے وزیر (عقل)، کے مشوروں پر عمل درآمد کرتا رہے۔ اور قوت غضب اور خواہشات نفسانی کو عقل کا محکوم رکھے، اور عقل پر خواہشات کا غلبہ نہ ہونے دے۔ تو نظام باطن صحیح راستہ پر گامزن ہوگا۔ اور وہ راستہ بارگاہ ایزدی تک پہنچانے والا ہوگا۔ اور اگر بادشاہ نے (دل)، اپنے وزیر (عقل)، کو خواہشات نفسانی کے تابع بنا لیا، تو پھر حکومت تہ و بالا ہو جائے گی، اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بادشاہ اپنی بدبختیوں میں گھر کر ہلاک ہو جائے گا

(از کیمیائے سعادت)

بیماری

اگر کوئی دل ایسا ہو کہ جس میں معرفت خداوندی کا جذبہ نہ ہو۔ وہ بیمار آدمی کے مثل ہے، جیسے کہ کسی کو روٹی کے بجائے مٹی کی خواہش ہو۔ اور علاج کے بعد بھی اُس کی حالت درست نہ ہوئی ہو۔ تو گویا اس سے زیادہ بدبخت کوئی نہیں۔ اور وہ ہلاک ہوگیا۔ اسی طرح جو دل خدا کی معرفت کی خواہش نہ کرے وہ ایسا ہی بیمار ہے۔ اور اگر وہ اپنا علاج کرنے سے قاصر ہو تو وہ بدبخت ہے۔ اور ہلاکت کے قریب ہے۔

(کیمیائے سعادت)

دل ہلاک نہیں ہوتا

جب موت قریب ہوتی ہے تو انسان کے دل سے وہ خواہشات دور ہو جاتی ہیں۔ جو اس کے جسم سے متعلق ہیں، اور جو تکلیفیں وہ اُن کے حصول میں اٹھاتا رہتا ہے، ان کا احساس بھی اس سے فنا ہو جاتا ہے، لیکن اللہ کی معرفت کی لذتیں جو دل سے متعلق ہیں، وہ اس وقت میں دو چند ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ دل ہماری ظاہری موت سے ہلاک نہیں ہوتا۔ اور معرفت حقہ اس وقت بھی برقرار رہتی ہے بلکہ موت کے وقت معرفت کا نور اور بڑھ جاتا ہے۔ اور اس میں لذت اس لئے بڑھ جاتی ہے، کہ اس وقت دنیاوی تمام خواہشات ایک دم ختم ہو جاتی ہیں

(کیمیائے سعادت)

خدا کی قدرت کا مظاہرہ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے، کہ اُس نے ایک قطرہ نجس و ناچیز سے کتنی اعلےٰ و ارفع اور عجیب و غریب ہستی پیدا کردی ہے۔ جب انسان اپنے اندرونی اور بیرونی اعضاء ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، جگر، تلی پتا وغیرہ کو دیکھتا ہے۔ تب اس کو خدا کی قدرت کے مظاہروں کا اندازہ ہوتا ہے۔

(امام غزالی)

انسان اور حیوان

درحقیقت بزرگان دین وہ ہی کہے جا سکتے ہیں، جو یہ سمجھ لیں۔ کہ وہ شخص جو خواہشات کو اپنا مطیع بنائے گا وہ ہی انسان ہے، ورنہ حیوان کے برابر ہے

(امام غزالیؒ)

دنیا فانی کی منزل

یہ فانی دُنیا اس دنیائے دین کے راستہ کی ایک منزل ہے۔ اور وہاں تک پہنچنے کے لئے، صرف ایک رہ گزر کی طرح ہے، یہ فانی دنیا ایک صحرا کے کنارے پر ایک ایسا بازار ہے، جہاں سے مسافران راہِ دین اپنے لئے توشۂ آخرت خرید سکتے ہیں

(امام غزالیؒ)

آزادی رائے کو چھیننا قتل سے بڑا ہے

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریش کی یہ بات زیادہ ناگوار گذری کہ حرمت کے مہینے میں بھی قتل و قتال سے باز

(باقی بر صـ ۱۶)

بقیہ اداریہ

بچھیلا ... کھلی چھٹی دینا اور ملکی — سیاسیات میں دخیل کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

یہ ہماری گذشتہ بے راہروی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہمارے صدر مملکت نے ذرا سا پلٹا کھایا۔ اور سامراجیوں کو ان کے مواعید یاد دلائے تو انہوں نے فوراً اپنے دباؤ سے کام لینا شروع کر دیا پہلے خود ہی انہوں نے دفاعی معاہدوں .... خلاف ورزی کی۔ اور جب پاکستان نے مجبور ہو کر چین کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا — اس سے سرحدی اور تجارتی معاہدہ کیا تو ہمارے حلیفوں نے اُسے دوستی کے خلاف سمجھا — اور طرح طرح سے پاکستان پر دباؤ ڈالنے لگے —

حالانکہ برطانیہ نے بھی چین سے تجارتی معاہدہ کر رکھا ہے — لیکن ہمارا معاہدہ انہیں گوارا نہیں — اس لئے کہ شاید وہ ہمیں اپنا دستِ نگر سمجھتے ہیں۔ اب اظہار ناراضگی یوں کیا جا رہا ہے۔ کہ ہمارے صدر مملکت نے مسٹر امجد علی سابق وزیر خزانہ اور پاکستان کے ترقیاتی بیورو کے چیئرمین کو اپنا ذاتی پیغام دے کر حصول امداد کے لئے امریکہ بھیجا تو امریکی حکومت نے یہ ٹکا سا جواب دے دیا کہ وہ چینی معاہدے کے باعث پاکستان سے سخت چیں بجبیں ہے — چنانچہ تربیلا بند کے سلسلہ میں اب وہ کوئی امداد نہیں دے سکتے — اور ساتھ ہی امریکی گندم بند کرنے کی دھمکی بھی دے ڈالی۔

ہمارا خیال ہے کہ امریکی گندم ہمیں خود اعتمادی، توکل علی اللہ اور خوشنودیٔ خدا کی جنت سے نکالنے کا سبب بنی ہے — خدا کرے ہم صدق دل سے "ربنا ظلمنا انفسنا" پڑھ کر توبہ کریں اور عرب کے صحرا نوردوں کی طرح سادگی، کفایت شعاری، جرأت وبسالت کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ہمت اور اولو العزمی کے گھوڑوں پر سوار ہو کر طاغوتی لشکروں کے سامنے خیمہ زن ہو جائیں — پھر دیکھئے۔ خدا کیا کرتا ہے۔ امریکہ نے اس سے قبل صدر مصر کے ساتھ بھی سوان بند کے سلسلے میں یہی رویہ اختیار کیا تھا اور تعمیر کے وعدوں سے منحرف ہو کر یہ گمان کیا تھا کہ شاید مصر امریکی امداد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکے گا۔ لیکن صدر مصر کی ہمت وعزیمت کے باعث سامراجیوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ اور سوان بند ان کی امداد کے بغیر ہی تعمیر ہو گیا

خدا کرے تربیلا بند بھی سوان بند ثابت ہو — آمین وما ذٰلک علی اللہ بعزیز —

بورسٹل جیل میں جلسہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ ۲۳ دسمبر کو چار قیدی طلباء نے ہیڈ ماسٹر کی معیت میں جلسہ معراج النبیؐ۔ بی، این آر، آڈیٹوریم میں شرکت کی، اس جلسہ کی صدارت جناب میاں محمد شفیع صاحب ڈی سی لاہور نے کی مختلف مقررین نے تقاریر فرمائیں
مورخہ ۲۴ دسمبر کو بورسٹل جیل میں جلسہ معراج النبیؐ زیر صدارت مولانا صاحب عبیداللہ انور امیر انجمن خدام الدین منعقد ہوا تلاوت کے بعد قاری عبدالمجید صاحب فاضل جامعہ اشرفیہ نے واقعہ معراج پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے ایک گھنٹہ بھر اسوۂ حسنہ کے متعلق دلپذیر تقریر فرمائی۔ رات کو نماز عشا کے بعد سٹاف کی مسجد میں جلسہ معراج النبیؐ زیر صدارت جناب قریشی فضل محمد صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبدالمجید صاحب خطیب ادمی بس اور خطیب مسجد نے تقاریر فرمائیں۔

مورخہ ۲۵ دسمبر کو قائد اعظم کی ولادت باسعادت، سلسلہ میں قیدی طلبا کا ایک جلسہ زیر صدارت عبدالمجید صاحب منعقد ہوا جس میں علی حسن سجاد احمد، عبدالغنی، محمد افضل سیکرٹری اور آغا صاحب محمد علی نے بانیٔ پاکستان کی زندگی کے مختلف پہلو بیان کئے اور حاضرین سے اپیل کی، کہ وہ اُن کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق پاکستان کی تعمیر کریں
بورسٹل جیل سے ملحقہ کیمپ جیل میں بھی ایک جلسہ زیر صدارت میجر عطاء اللہ صاحب بی کلاس منعقد ہوا۔ جس میں قاری عبدالمجید صاحب خطیب ادمی بس اور ہیڈ ماسٹر حافظ محمد امین صاحب نے معراج رسولؐ اور بابائے ملت کی زندگی کے متعلق تقاریر کیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے فلسفہ معراج پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مسلمان کا معراج یہی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اسوۂ رسول پر چلیں
۳ بجے شام کیمپ جیل اور بورسٹل جیل کے درمیان مختلف قسم کی کھیلیں ہوئیں دیال سنگھ کالج اور بورسٹل جیل کی باسکٹ بال ٹیم کے درمیان ایک دوستانہ میچ ہوا
(محمد افضل سیکرٹری)

بچوں کا صفحہ

جُرأتِ ایمانی

محمد اکرام الحق، لاہور

بچو! حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اتنے بارُعب خلیفہ تھے۔ کہ آپؓ کا نام سُن کر عوام تو کیا گورنر اور بڑے بڑے حاکم بھی کانپ اٹھتے تھے۔ یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ کے حکمران اور بڑے بڑے سپہ سالار آپ (حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کا نام سن کر لرزہ بر اندام ہو جاتے تھے۔

ایک روز آپؓ نے اہل مجلس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر خلیفۂ وقت (یعنی مَیں) اسلام سے بھٹک کر دنیا کی طرف مائل ہو جائے تو تم لوگ (یعنی اہل اسلام) کیا کروگے؟

بات سنتے ہی اہل مجلس میں سے ایک شخص نے فوراً اٹھ کر تلوار میان سے نکالی اور جرأت سے کہا۔ کہ

"ہم تلوار کے ساتھ تیری گردن اڑا دیں گے"۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس شخص کو آزمانے کے لئے ڈانٹا اور کہا:-

"کیا تُو خلیفۂ وقت کی شان میں گستاخی کرتا ہے"

اس نے پھر جرأتِ ایمانی کے ساتھ جواب دیا۔ کہ ہاں مَیں تیری شان میں یہ کلمات کہہ رہا ہوں اس خلیفۃ المسلمین کی شان میں جو اپنے دین اسلام سے بھٹکنا چاہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ الحمد للہ ابھی ایسے مسلمان دنیا میں موجود ہیں جو دین پر دنیا کو ترجیح نہیں دیتے، جو دین کے مقابلہ میں دنیا کی ہر چیز کو ہیچ سمجھتے ہیں — جو دنیادار خلیفہ وقت کی اطاعت دین کے مقابلہ میں ضروری نہیں سمجھتے۔ اور اب مجھے یہ امید ہے کہ اگر مَیں راستہ سے ذرا برابر بھی بھٹکا تو مجھے راہِ راست کے لئے

عزیز بچو! آج کی محفل میں ہم نے جرأتِ ایمانی کے متعلق ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس کو پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارے نونہال (بلکہ عوام الناس) بھی حق گوئی سے کام لیں۔ اور دین کے مقابلہ میں دنیا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جرأتِ ایمانی کا ثبوت دیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ سب کو حق بات کہنے کی جرأت عطا فرمائے۔ آمین!

اخلاقِ مُسلم

پیارے بچو! حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ مصر کے گورنر تھے۔ جس وقت آپؓ کو اسکندریہ کے فتح ہونے کی خبر ملی تو آپؓ نے وہاں سے کوچ کر کے اسکندریہ جانے کا حکم دیا۔

جس وقت اہل لشکر سامانِ سفر باندھ چکے تو آپؓ نے خیمے اکھاڑنے کا حکم دیا۔ آپؓ کے حکم کے مطابق خیمے اکھاڑے گئے اور جس وقت آپؓ کا خیمہ اکھاڑا جا رہا تھا تو آپؓ کی نظر ایک کبوتر کے آشیانہ پر پڑی جو خیمہ کے اندر تھا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس خیمہ کو نہ اکھاڑو۔ اگر اس خیمہ کو اکھاڑا گیا تو ہمارے مہمان کو تکلیف ہوگی۔

ذرا غور فرمایئے کہ آپؓ نے ایک کبوتر کے آرام کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس خیمہ کو وہیں چھوڑ دیا اور اسکندریہ روانہ ہو گئے۔

جس وقت آپؓ اسکندریہ سے واپس تشریف لائے تو اس خیمہ کی جگہ شہر تعمیر کیا۔ جس کا نام فسطاط مشہور ہوا۔ عربی میں خیمہ کو فسطاط کہتے ہیں۔

کہ اس وقت کے مسلمان پرندوں کے آرام کا بھی خیال رکھیں کہ کہیں ان کے ہاتھ سے کسی پرندے کو تکلیف نہ پہنچے۔

لیکن آج یہ حالت ہے کہ مسلمان ہی اپنے مسلمان بھائی کے درپے آزار ہیں۔

پیارے بچو! بزرگوں کی عزت کرو۔ چھوٹوں کے ساتھ محبّت سے پیش آؤ اور کبھی کسی کو نہ ستاؤ۔

بقیہ صٓ ۲ احادیث رسول

ترجمہ:- حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت معاذ کو جبکہ وہ حضورؐ کے ساتھ ایک ہی کجاوے پر سوار تھے، پکارا اور فرمایا۔ "یا معاذ!" انہوں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ وسعدیک" حضورؐ نے پھر پکارا "یا معاذ!" انہوں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ وسعدیک" تین دفعہ ایسا ہوا۔ پھر حضورؐ نے (اس آخری دفعہ میں) فرمایا "جو کوئی سچے دل سے شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں تو اللہ نے دوزخ پر ایسے شخص کو حرام کر دیا ہے"

حضرت معاذؓ نے (یہ خوش خبری سن کر) عرض کیا۔ "کیا مَیں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں تاکہ وہ سب خوش ہو جائیں؟"

حضورؐ نے فرمایا۔ "پھر وہ اسی پر بھروسہ کرکے بیٹھ جائیں گے"۔ پھر حضرت معاذ نے کتمانِ علم کے گناہ کے خوف سے اپنے آخری وقت میں یہ حدیث لوگوں کو بیان کی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

خدام الدین لاہور
ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۷ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱-۲۷۳۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

شیخ التفسیر رح نمبر

ادارہ خدام الدین نے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے دن شیخ التفسیر قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی رح کی یاد میں ایک شاندار نمبر نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ نمبر اپنی صوری اور معنوی خوبیوں کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہوگا۔

علماء کرام، صوفیائے عظام، اصحاب قلم حضرات اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین سے مضامین ارسال کرنے کی درخواست ہے۔

مضامین

۱۰ رمضان المبارک تک خدام الدین کے دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں۔ (ایڈیٹر)

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا